فاینما تولوا فثم وجه الله

بفضل جناب خالق و طفیل رسول حاذق

برائے ارباب شائق کتاب دقائق

المسمّٰی بہ

دیوانِ سالکؔ

تصنیف ثمرۂ شجرۂ ولایت خلاصۂ مشائخ ہدایت محرم اسرار سبحانی
مظہر انوار ربانی برہان العارفین قبلۂ محققین جناب سید سلطان محی الدین
بادشاہ قادری المتخلص بہ سالکؔ مد ظلہ العالی

در مطبع بشیر دکن واقع حیدرآباد طبع گردید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تھا گنج مین اس ذات کے ہیرے کا اوجالا
اُس گنج سے جب ہیرے نے اپنے کو نکالا

محتاج جو تھا نور کا وہ عدم اضافی
اُس ہیرے کے پر تو سے ہوا ماہ دوبالا

پھر پہلی تجلّی سے کیا ثانی تجلّی
ڈالا فلک کن پہ وہی ماہ نے ہالا

پوشیدہ نظر سے ہوا الماس کا ٹکڑا
پہنا ہے مگر اُسنے ہی اس موتی کا مالا

خارج کا پکڑ شوق نکل آیا جو باہر
آدم ہوا خود وسلمہ اللہ تعالا

جنّت مین لگا رہنے کو لے حوروں سے خدمت
پھینکا ہے وہی نور نے یک نور کا جالا

خارج کیا جنّت سے لگا جرم کی تہمت
کیا کیا نہین پھر رنگ نے ہے رنگ نکالا

باہر ہوا جسوقت لگے ہونے ظہورات
ہر شئے سے نمایان ہوا اسکا ہی اوجالا

کیا کیا نہ تماشے کیا اس خاک کے پُتلے
کسجا ہے سر تو آکے یہان ہوش سنبھالا

کر نیکو بیان کیا ہوا اب اپنی حقیقت
اس گنج ظہورات خدا وند تعالا

کسواسطے ہم اپنی حقیقت سے فراموش
کیون آکے یہان کرنے لگا حیلہ حوالا

سن سن کے بیان کہتے ہین خود آپ ہی سالک
کیا دشمن ظاہر ہوا آغوش کا پالا

ہر ذرے مین ہے جمال تیرا
ہر رنگ مین ہے کمال تیرا
ظاہر مین جمال کا ہے جلوہ
باطن کو کہے جلال تیرا
منصور نے جو کہا انا الحق
تھا اصل مین قیل و قال تیرا
ظاہر ہے خفی خفی ہے ظاہر
یک رنگ پہ کب ہے حال تیرا
ہے غیب کبھی کبھی ہے حاضر
کیا کیا مین کہون کمال تیرا

میرا ہے خیال حقکا سالک
ہے اوسکو بھی بس خیال تیرا

جب مین ہستی کا اپنی آپ ہی دیوانہ تھا
علم کی بھی قید سے اسکے پر بیگانہ تھا
کب صفت اور نام سے اُسکے پر رکھتا تھا کام
مطلق مطلق ہو اپنے مین ہی خود مستانہ تھا
جب تقید علم کا اپنے لیا کہکر انا
سب کمالاتونکا اپنے وہان تو دو لخانہ تھا
آپ ہی اپنے غنا سے ہو گیا اُسکا ری
علم اپنے پاس اپنا وہان تو محبوبانہ تھا
جب خیالونکا مفصل کے بنایا اک مکان
وہ مکان کیا تھا کہ گویا کن کا اک کاشانہ تھا
اور لباس خارجی کا دلمین جب آیا خیال
عین ہو ارواح کا ظاہر مین خود بیگانہ تھا
مجھکو اتنی بے خبر جب جسم ظاہر ہو چکا
مین ہی تھا یا تو ہی تھا یا شمع یا پروانہ تھا
اک مکان مین آپ تھے پوشیدہ تر وہان بھی تھا
وہ مکان دل تھا کہ یا مسجد تھی یا بتخانہ تھا

بتکدہ مین ایکدن بیٹھے تھے جاکر ہم تمام
محتسب کا ڈر تھا پر سالک وہان مردانہ

جانتے ہین رنگ سب پھر رنگ تم لاوینگے کیا
منہہ دکھاؤ بارہا پھر ہم سے شرماوینگے کیا

حسن چلکے تم سی غضب پر رحمت اپنی ہی فزون
قہر پہر ہم دیکہکر دوزخ سی گہبراوینگے کیا

تم وہی خلوتمین تھی جلوتمین بھی ہین تم وہی
فرقت و وصلت مین نہ صورت نئی لاوینگے کیا

آپ ہی ظاہر ہوئے پردہ خودی کا جب اٹھا
ہم نے تو دیکھا ہی وہ پہر اور دکہلاوینگے کیا

جو سمجھنا تمکو تھا سمجھے ہین وہ سب تمسے ہم
دوسرے اسطرح سے پہر ہمکو سمجھاوینگے کیا

ایک تم ہیہ بات سچ دیگر نہین موجود ہے
غیر حق کسکو بھی ہم بھولکے بتلاوینگے کیا

تم سے ملنا کوئی چاہے تو بنی ہو راہبر
وہان تلک انکے سوا کوئی بھی پہنچاوینگے کیا

ہمکو چاہے دیکھنا تو عقل سے ہی دیکھنا
تم سا ہر اک جای پر بولو نظر آوینگے کیا

وہ تو ہر جای ہین سالک ہمکو بیشک ایکجا
جسطرح ہر جا وہ ہین ہم ویسا ہو جاوینگے کیا

یار خلوت سی نکل چہرہ دکھانیکو لگا
ڈر سے بدنامی کے خود نام چھپانیکو لگا

حسن کا شہرہ ہوا چار و طرف اسکا ہی
آپکو اپنا ہی معشوق بنانے کو لگا

گاہ یوسف کا وہ لے روپ بحسن دلخواہ
دل زلیخا کا تعشق سے جلانیکو لگا

گاہ لیلی کی ادا ناز و کرشمہ لے لے
چشم مجنون کو دکھا خوب رلانیکو لگا

حکم اللہ سے عیسیٰ ہو اٹھایا مردہ
قم باذنی کی صدا گاہ سنانیکو لگا

گاہ منصور کے پردے مین اناالحق کہکے
آپ ہی فتوی کو دے دار چڑہانیکو لگا

لے کبہی صورت سالک کو جہان مین اگر
اپنی اسرار کے اشعار بنانیکو لگا

مرات احدیت مین خالص جلال دیکھا
وحدت کے آئینے مین اسکا جمال دیکھا

علم اپنی ذات کا لے دیکھلایا قابلیت
رتبے مین تیسرے مین اسکا کمال دیکھا

تینو مراتب اسکے ذاتی ہین داخلی ہین
یہ رتبہ ثلاثہ مین بے زوال دیکھا

خارج کو اسکے کہتے ارواح کا ہے رتبہ
حادث لطیف اسکو ہان بے ملال دیکھا

سیاح خوابین اور ہوتا مشاہدہ ہین
من بعد اسکے عالم یعنے مثال دیکھا

ہے اسکے بعد بیشک اجسام کی ہے صورت
یعنی کثیف عاجز مین اسکا حال دیکھا

کہتے تنزلات ستہ اسکو عارف
ستہ داخلی ستہ خارج باقیل وقال دیکھا

ارواح کا ہے رتبہ عکس وجود باری
مین عکس علم ذاتی بیشک مثال دیکھا

تفصیل کے مراتب کا عکس جو کہ ہے یان
اجسام اسکو بیشک کہتے سو حال دیکھا

یعنیکہ اصل مین وہ ہین تین رتبہ بیشک
اور تین عکس اوسکے ازروی قال دیکھا

ملواکے اصل اور عکس ہوتے ہین چھہ اے سالک
اس قال کو ہمیشہ مین عین حال دیکھا

چہپا چہپتا آپ ہی اپنے مین مستانہ ہوا
کیا قیامت ہے کہ کسیر کون دیوانہ ہوا

محفل و محبوب و می ساقی و پیمانہ ہوا
تاکہ بادہ کشونکو خود ہی میخانہ ہوا

ہی جو خوش رو وہ چھپای کبھی چھپتی نہین
کیا ہوا تجھکو کہ توہی شمع و پروانہ ہوا

کیون دکہا صورت کو اپنی ہو گیا بدنام تو
جابجا اور کوبکو تیرا ہی افسانہ ہوا

خم ہوا اور می ہوا اور ہی سبو ساغر ہوا
برہمن زنار و قشقہ اور بتخانہ ہوا

تو ہی جب چاہی تو ملتا ہی نہین تو کہان
تیری خواہش مین یہان دیوانہ فرزانہ ہوا

جانتا ہی عاشق دیوانہ تیرے حال کو
کیا ہوا گر زلف محبوبو نہین تو شانہ ہوا

شخص و عکس و آئینہ یہہ اصلمین سب ایک ہے
آپ اپنا غیر کہلانیکو بیگانہ ہوا

آپ ہی کرتا ہی کرواتا ہی اچھا یا برا
جو کہ سمجھا اسکو اسی لک وہ فرزانہ ہوا

غزل ہاے فارسی در تصوف

ز بصیرت بین ہمیشہ خالق الاصباح را
اندرون بیضہ کے یابد نظر ان ماہ را

نیست آن روی عروس لایزال لم یزل
بی تماری شاہد غیبی ست این اشباح را

کین جراحات درونم جز بوصلش کے شود
التیامش چون نمایم زخم ان جراح را

گر ز خود بیخود شود دارد خبر از بیخودی
از مثال و جسم رستہ دید آن ارواح را

رایحہ ریحان ذاتش در ریاحینش بجوی
نفحتش بیخود کند انگاہ یابی راح را

از تو میخواہم کہ جز تو نیست کس در دو جہان
در دو عالم دہ ز آلام و غمم نجاح را

قفل دل را وا کنم تا روی تو آید نظر
دہ بدست سالکت از لطف ان مفتاح را

ذات حق در خود اراوت کرد چون تشکیل را
خواست از اسماء خود یعنی کند تفصیل را

اولا بر خود تجلی کرد از خود در خود
یعنی در خود جای خود داوست آن تحلیل را

خواست از وحدت کند تکثیر تا ظاهر شوم
در خود از خود داد بر اسماء خود تفصیل را

این همه در ذات خود کرد ستاعیان شئون
خارجش رواج کرده خواست خود تظلیل را

گشت اشباح دو عالم بعد ازین بی شبهه و شک
این تنزل گفتم از بهر تو من تسهیل را

ذات خالص شد مبرا از تعینهای کون
از صورها خواست اظهارات خود تکمیل را

در همه حالت بود یار کار بر ظاهر بطون
ذات بر خود جای کی داده ستو تعطیل را

این سخنهائیکه گفتم غور کن در معنیش
اندرین جای ندادم عجلت و تعجیل را

واصل آن شاهد غیبی شدن خواهد اگر
هستی خود در ریاضات در هش تحلیل را

کن زیادت ذکر و شغل و فکر و ورع و تقوی را
لازم ست خوردن و خفتن گفتن این تقلیل را

خواهش عرفان و رمز ذات حق داری اگر
نزد سالک رفته الطالب بکن تحصیل را

بهر صیدش دام گستردم شکست دامم مرا
نام او پرسیدمش گفتش همین نامم مرا

گفتمش تو کیستی گفته که من تو گشته ام
گفتم این انعام هست گفته کین انعامم مرا

در لباسم من نگنجم چونکه آمد کام من
شاد دل کرده همین یعنیکه هنگامم مرا

گفتم ای معشوق من گفته نیم معشوق تو
هست این معشوق من یعنیکه این کامم مرا

کی رسد حبل المتین زلفا در دست من
ینماید تا هجرت یعنی این شامم مرا

من سفیر دل فرستادم بسوی یار من ... این رسولم عاقبت داد است پیغامم مرا

خواستم چون رام کردن یعنی دل آرام را ... عاقبت حاصل همین شد کرد آرامم مرا

در ازل دانسته ام یعنیکه در علم خدا ... هر چه خواهد شد نه شد معلوم انجامم مرا

سالک هم رهنما گشتم ز بهر طالبش ... حال من پیش نگاهم هست مادامم مرا

محجوب ستر ذات شده در بیان ما ... مخفیست بی نشان یقین در نشان ما

ما ظاهریم از وی و آن ظاهرست بر ما ... اخفا شدیم در وی او شد در نهان ما

گر او نبودی ما نمی گشتیم در جهان ... بستیم در عمار او این آشیان ما

در گفتگوی ما گهی هرگز عجب مکن ... این قیل و قال آمده در خاندان ما

چون از خفی گذشته درآئیم در ظهور ... بشنو شود یقین که حال لسان ما

مد باطنیم کن تو نظر تا رسی بحق ... منگر ای شیخ روی و لباس عیان ما

اخفا شدست شاهد غیبی بیا به بین ... سالک بشوق و سوز و طپش در مکان ما

ردیف با

کس لئے تم سے کہے انا صاحب ... آئے با ہر سو گیا ہوا صاحب

کبھی آتے نظر ہو تم ہمکو ... کبھی دیتے ہو تم دغا صاحب

کرتے اغیار سے وفائی تم ... دوستوں سے ہو بے وفا صاحب

مفت ہوتے ہین ہم سبھی رُسوا — آپ کرتے برُا بھلا صاحب
واہ وا نام جب ہمارا ہے — تم ہی کرتے ہو سب خطا صاحب
کون کہتا ہے کسکی چاہت ہے — آپ اپنے ہو مبتلا صاحب
اپنے لوگون سے آپ بیگانے — غیر کے آپ آشنا صاحب
کام اپنا ہمارا نام کرو — مرحبا لاکھ مرحبا صاحب
صورت خطرہ آپ ہی لیکر — آتے ہو اپنا منہ چھپا صاحب
کبھی اک اک ہمین تجلّی سے — جاتے ہو رنگ کو دکھا صاحب
ہمکو گاہے خودی سے کر بیخود — وصل کا لیتے ہو مزا صاحب
گاہ ہوتے رجال وصلت مین — گاہ بنتے ہو خود نسا صاحب

گاہ سالک کو خضر سا بنکر
جاتے ہو راہ کو دکھا صاحب

اٹھاوے خودی کا اگر تو نقاب — تو دیکھیگا ذات خدا بے حجاب
خدا مین بندہ تو بندے مین حق — ہین دونو مین برزخ رسالت مآب
ہے اسطرح بندے مین حقکا وجود — کہ ہے جسطرح گلمین بوے گلاب
حقیقت ہماری نہ ہووے فنا — نہ پاوے کبھی علم حق انقلاب
ہے بندے کو لازم امور خطا — اگر بے خطا ہو تو کیا ہے ثواب
مجاز و حقیقت سے ہم ہین بری — ہے ہستی ہماری مثالِ سراب

تعین کا بیشک ہے شر لازمہ
کہ ہو ذات خالص سے کار صواب
ہمارے سے ظاہر ہے ذات خدا
کہ دکھلاتی ہے سکر جیسا شراب

ہی معقول بندہ تو محسوس رب
ہو سالک اسی رمز سے کامیاب

رب سے عیاں عبد ہی عبد سے ظاہر ہے رب
لازم و ملزوم سا ایک کا ہی اک سبب
یعنی بظاہر جدا عین حقیقت میں ہے
سمجھے یہہ نکتہ وہی جو کہ ہے نکتہ طلب
خلق میں خالق ہے یوں گل میں ہے جیسا کہ بو
بات ہے نادر یہی حقیقی خلقت ہے سب
ایک ہی ہوتے ہیں لاک میں وہ ایک ہے
غیریت و عینیت حقیقی ہے یوں روز و شب
ظاہر و باطن ہو دو نام یقین دیکھ لو
ایک میں ہے غیر واحد ایک میں شکل عرب
ایک کی نسبت ہیں دو ورنہ حقیقت میں ہیں
اصل میں وہ جو کہا اسکا ہی مشرک لقب
ذات کو کہنا ہی ذات اور صفت کو صفت
اسکو وہ اور اسکو یہہ کہنا سراسر غضب
ذات بقا جسطرح علم بھی ہے اسطرح
ہونگی حقیقت فنا بعد یہہ خلقت کی کب

علم حقایق کی طب سیکھنا سالک اگر
چاہتا ہے تو نکل صوفیوں سے کر طلب

ردیف تا

کسطرح بتلاؤں ای زاہد نشان کوی دوست
سیکڑوں مرتے ہیں عاشق درمیان کوی دوست
جان دی منصور نے کہکر انا الحق وار پر
پر نہیں آنکھوں سے دیکھا آستان کوی دوست

وہ قدم پر ہین جناب حضرت احمد کے جان
جنکو کہتا ہے جہان ہین مہاکنان کو ہی دوست

بوسعید و بایزید و بشری و حضرت جنید
ہین یقین بے شبہہ شک ہے پاسبان کو ہی دوست

آپ سے بجو وہو جو جاتے ہین لیے اسکی خودی
ہین وہی سمجھو یقین تم رہ روان کو ہی دوست

جو انا الحق سے گذر کر قبض کو حاصل کیا
کیون نہین جا کر رہیگا وہ مہالن کو ہی دوست

ہوش جو کہوتے ہین اپنا جذب کا لیکر کمان
وہ یقین ہین مست سنکر داستان کو ہی دوست

کب ہے پوشیدہ عیان سب ہے بشک جانیو
جو کہ دیکھے ہین کئے آگر بیان کو ہی دوست

کون جانے اور دیکھے خبر رسول ہاشمی
تھی انہین معلوم کامل سمجھو شان کو ہی دوست

پوچھ لیجے اُن سے جا اسکی تجلی کا بیان
آج تک موجود ہین افتادہ گان کو ہی دوست

غیر ہو کر دیکھنا سالک محالاتون سے ہے
دیکھ لو اپنی مین جب جا ہو نشان کو ہی دوست

منکہ از ادم مرا نام و نشان در کار نیست
بی نشان گشتم سراپا از دل و دنیا کار نیست

بی مکان و بی نشانم بود من ما بود ہست
ہست انچہ ہست باری ہستیم زنہار تہمت

لفظ حق را اگر بگویم قتل ناحق میشوم
ورنہ گویم حق بگویند لایق اسرار نیست

گاہ ظاہر میشود در صورت جن و بشر
گہ پری زین ہر دو باشد مثل آن عیار نیست

فاش گر سازم رموزش خلق میگویند مرا
این کس ناکس مقرر لایق دربار نیست

غم ندارم کافر و ملحد اگر گوید کسے
من الہی ام الہی ہیچ با کس کار نیست

ما نمی گردیم انشوخی گر و شوخی یار شوخ
مثل خیر الماکرین دیگر کسے مکار نیست

خود کنی بر من نہادی آہ واہ ای فتنہ خو | گفت من مصطفی شدم مانند تو ہشیار نیست

گر خدا گویم جدا از خود بود شرک خفی
خود خدا گفتن ای سالک لایق اظہار نیست

در و دیوار و ہم عالم ہمہ اوست | بت و دلدار و ہر اک دم ہمہ اوست
ز مشرق تا بمغرب ہست موجود | ز جز تا کل بود بے غم ہمہ اوست
نزول وحی قرآن اوست و کعبہ | محمد غوث اعظم ہم ہمہ اوست
بود جبریل و ہم ارض و سماوات | ہمہ مرسل ہمہ آدم ہمہ اوست
نشان و بے نشان و با نشان ہم | غمین و بہجت و خرم ہمہ اوست

حسینی اوست سالک اوست باشد
کلامم اوست شہیرم ہمہ اوست

ردیف ثاء

چہرہ دکھلا کے جو ہوتے ہو نہاں کیا باعث | نام کو کرتے ہو پوشیدہ یہاں کیا باعث
تمکو جو دیکھے ہیں اور جانتے ہیں اپنے ہیں | انکو کہتے منکر و بے ایمان کیا باعث
واہ آپ ہی اپنے سے کیا کرتے ہو شرم | منکر کس واسطے یہہ رکھتے ہو ہاں کیا باعث
آپ ہی اپنے یہہ کرتے ہیں حکم جابر | پھر چھپاتے ہیں خود ہی نام و نشاں کیا باعث
آپ ہی ہادی ہیں اور آپ ہی کرتے گمراہ | آپ ہی ہوتے ہیں انکار کناں کیا باعث
آپ ہی چھپتے ہیں اور آپ ہی ہوتے ظاہر | آپ ہی ہوتے بری دو نو یہاں کیا باعث

آپ ہی ہادی ہین اور آپ ہی کرتے گمراہ — آپ ہی ہوتے ہین انکار کنان کیا باعث

آپ ہی چھپتے ہین اور آپ ہی ہوتے ظاہر — آپ ہی ہوتے بری دونون سے ہان کیا باعث

آپ ہی اپنے ہین کرتے ہین بیان راز اپنا — آپ ہی آپ سے کرتے ہین نہان کیا باعث

آپ ہی کہتے گمان خوب نہین ہے سالک — آپ ہی اپنے یہ کرتے ہین گمان کیا باعث

فارسی

روح وجسم ومثال کل حادث — خارج وانکہ فانی این ثالث

ہست معدوم کائنات وجہان — یعنی مبعوث ذات حق باعث

در علوم معارف وتحقیق — ہست معلوم کانکہ شد بعث

ہرکہ حق را بچود نظر کردہ — در تہ علم آن شدہ حارث

از خودی رستہ در خدا گم شد — شدہ آنکس بذات حق عابث

یافتہ فعل فاعل مختار — کند اقرار انیکہ من حانث

در رہ پاک وصل شاہد غیب — نیست سالک بہ نقش لابث

ردیف جیم

ہے اسکے ظہورات کا عالم مین عیان گنج — تھا غیب مین جب علم تو یہ سب تھا نہان گنج

جو علم مین اللہ کے ثابت ہوئے اشیا — اجسام مین ہوتے ہین پر ہر دو جہان گنج

وارد کو جو پایا سو اسے ہوگا یقین بھی — ہر اسکی تجلی کا مرے دل پہ عیان گنج

گنجے مین اس ذات کے اکوان تھے نہان
اکوان مین اب ذات بحت کا ہو نہان گنج

جس گنج سے نکلے ہین یہہ اجسام کے گوہر
تو دیکھ لے موجود ہے سالک وہ نہان گنج

ردیف حا

خالص الٰہی ذات تجھکو نہ پایا کسیطرح
شکر نہ ہے نہاں کے دیکھا کسیطرح

ذات و صفت کے بیچ مین نسبت ہی اک نہان
جز اسکے کوئی بھی نہین پایا کسیطرح

لازم صفت کہو تو ہو ملحوظ ذات کا
ٹوٹے کبھو نہ مخفی یہہ رشتہ کسیطرح

فعل و اثر صفت مین وہی رشتہ دیکھ لو
منفک نہیں وے حاشا و کلا کسیطرح

معبود اور عبد مین نسبت ہے اک خفی
غیر اسکے کوئی رکھو نہ پہنچا کسیطرح

واجب ہے رب تو عبد ہی ممکن یقین سمجھ
ہرگز جدا نہ رب سے ہو بندہ کسیطرح

مخفی ہے رب تو عبد ہی ظاہر مین جان لو
منفک نہیں وے دونو کا رشتہ کسیطرح

ہے جسطرح سے حرف سیاہی مین عبد و رب
ایسا تھا پر نہ اس سے جدا تھا کسیطرح

سالک اسیکو کہتے ہین ایمان تو یاد رکھ
اللہ نہین ہے غیر ہمارا کسیطرح

ردیف خا

نہین مسجد مین کچھہ ملتا خدا شیخ
خدا کی جستجو رکھتا ہے تو گر اے شیخ

جدہر دیکھے ادہر ہے کبریا شیخ
ہمارے ساتھ بتخانے کو آ شیخ

نہ رکھہ اسلام سے اور کفر سے کام
تو سب مذہب سے ہاتون کو اٹھا شیخ

شراب عشق وحدت لیکے پی جا
یقین تجھکو نظر آوے خدا شیخ

خودی کو چھوڑ کے خود ہو جب تو
ہوا رندونمین شتاب پارسا شیخ

گلے مین ڈال لے وحدت کا زنار
تو احدیت کے بتخانے کو جا شیخ

تو ہو سالک نہ ہو مجذوب ہرگز
یقین اسمین ہے سب تیرا بھلا شیخ

ردیف دال

تو کیون کہتا ہے گونا گون ای زاہد
نہ تجھسے دور وہ بیچون ای زاہد

کہاتا تو ہے بندہ کس سبب سے
نہ بندہ گوشت بھی اور خون ای زاہد

نہ ہوتی چون مین ذات بے چگونہ
نہ ہوتا تھا کبھی یہہ چون ای زاہد

سمجھہ اسبات کو تو ہوش رکھہ کر
وہی لیلی وہی مجنون ای زاہد

تو پا اس راز کو سالک سے آکر
مین سر حق کا مالک ہون ای زاہد

غزل مستزاد فارسی

آن شوخ ازل بر در اظہار بر آمد
پوشیدہ عیان شد
خود گشت خفی باز بانکار بر آمد
ظاہر بہ نہان شد

خود عقل کل و نفس کل و روح معظم
خود گشت ہیولا
خود گنج خفی مخزن اسرار بر آمد
اعیان بہ عیان شد

خود نور شد و نار شد و آب و هوا گشت
خود خاک شد و باد
خود فتنه و خود فتنه گر و معدن فتنه
خود گشت سپاهی
خود گل شد و خود بلبل و خود قمری و طوطی
خود طوق بگردن
گهه بحر گهی دشت گهی شهر گهی باب
گهه کوچه و خانه
شمشیر شد و تیغ شد و بکتر و خود و سپر
خود راکب و مرکوب
خود بیت شد و فرد شد قطعه و رباعی
خود شعر و مخمس
گهه ماهی گهی مور گهی مرغ و کبوتر
گهه طایر و گهه دام
خود ظاهر و خود باطن و خود اول آخر
خود غیب غیوب ست
خود عاشق و خود عشق شد و سالک و مجذوب
خود کافر و مومن

خود دل شد و خود قلب و تن زار بر آمد
خود روح روان شد
خود نشه شد و خود صورت پیکار بر آمد
خود جنگ کنان شد
خود گشت صبا از در گلزار بر آمد
خود صیف و خزان شد
گهه جنس شده بر سر بازار بر آمد
گهه سود و زیان شد
خود روز وغا صورت اسوار بر آمد
خود صلح کنان شد
خود بحر شد و تقطیع اشعار بر آمد
خود مثنوی خوان شد
صیاد شده بر سر طیار بر آمد
مذبوح کنان شد
خود مسجد و خود منبر و دیوار بر آمد
خود کون و مکان شد
خود بیخود و خود صاحب هشیار بر آمد
خود دید کنان شد

در مدح پیر و مرشد خود اعنی سید شاہ میر قدس سرہ

شام وصل شاہد غیبی ز زلفت تار شد
از رخت صبح صفائی مطلع انوار شد

بلبل دل در چمنہا کرد نغرہ بارہا
حرفے از وصفش نشد گویا دل پر منقار شد

بیضہ دل گرمی قال صحبتش یافتہ
ہمچو قمری در ہوائے سرو طیار شد

فرض شد بر ما ہمیشہ وصف سید شاہ میر
بر سر خطرات نفسی مدح او مسمار شد

خدمتش ہر کسکہ حاصل کرد شد پیر زمان
دور شد از خدمتش ہر کسکہ آن جھمار شد

ہر کہ در جلباب او ناظر شدہ بر روئے حق
حق پرست و حق نما شد لائق اسرار شد

نسبت مخفی کہ آن شمس نکتہ اسرار است
یافتہ ہر کس ازو آن سالک ہشیار شد

ردیف ذال

جسکو ملیگی رویت اللہ کے لذوذ
کب وہ یہہ دو جہاں کی پروا کرے لذوذ

ای دل خودی سے اٹھ کے تو لے راہ بیخودی
اسرار حق سے تجھکو ہمیشہ ملے لذوذ

لذت اسیکو ہوئیگی اس کشف کون کی
دنیا کے جسکے دل سے کہ بیشک اٹھو لذوذ

کرتا رہیگا سیر تو وحدت کے باغ کی
دل سے ہوس کے گر تری جس دم مٹو لذوذ

سالک خدا کا لحظہ لحظہ خیال رکھ
دنیا کے دل سے تیر سے مٹایا کرے لذوذ

ردیف ر

خلق کہتی ہے مری حالت پریشان دیکهکر
یہہ تو ہی اپنے سے ہجوورار سجان دیکهکر

مین کہون مین کون ہون اور ہے مرا کونسا
کہتے ہین وہ ایک کو آنکہون سے نادان دیکهکر

شرک کے باتون سے اس عالم کے مین بیزار ہون
کیون نہین ہر شئے کو کہتے ذات یزدان دیکهکر

کیا ہوا غفلت کا جالا کس لئے ان پر پڑا
قل ہو اللہ احد بہولے ہین قرآن دیکهکر

یسمع بی یبصر بی یبطش اللہ کہا
بہول بیٹہے ہین کس لئے یہہ قول رحمان دیکهکر

یہہ نہین کیون کہتے آگے تہے رہینگے بعد کیا
اب کہان سے یہہ ذرا بولو مجہے ہان دیکهکر

کون تہا اور کون ہے بولو رہیگا بعد کون
کہتے ہین کیون ہم ہین ایہہ بات ہر آن دیکهکر

ہم کہان سے آئے ہمکو کب صفت اور ذات ہے
جو نہین ہے اسکو ہے کہتا نہ ای جان دیکهکر

بات گر سچی کہون کہتا ہے جہوٹا سب جہان
حقکو حق کہتے نہین کسو اسطے ہان دیکهکر

دیکهکر اللہ کو کہتے نہین اللہ ہے
یہہ عجب الٹے ہین مین ہون انکو حیران دیکهکر

سب جگہہ اللہ ہے ہر شئے اسکی ذات ہے
غیر ہے معدوم اس سے کیون ہین انجان دیکهکر

یہہ عجب الٹی سمجہہ ہے دیکہہ اک دو بولنا
شرک پر لائے نہین پر حق یہہ ایمان دیکهکر

کہتے ہین ہم ہین بسر بولتے یہہ بوت ہے
پر نہین کہتے کبہی مرجان کو مرجان دیکهکر

ثم وجه الله خود قرآن مین اللہ کہا
کس لئے قایل نہین ہوتے ہین فرقان دیکهکر

ہے مرا کفر حقیقی یہہ سمجہتے ہین کہان
بولتے کافر مجہے ہندو مسلمان دیکهکر

دیکهکر احکام ظاہر کرتے ہین زاہد بیان
پر نہین کہتا ہون خفی اسرار سجان دیکهکر

کہتے ہین کاذب جو تجھکو بات سچی ہے تری
ہووینگے اک روز اے سالک پشیمان دیکھکر

فارسی

چند گویم کلام از اسرار — بشنو از گوش جان بے تکرار
ہر کہ باشد ز شر و خیر و بدی — در جہان از خدا یقین پندار
ہست راضی ز خیر عز و جل — وز بدی صبح و شام ہست بیزار
الحذر الحذر بکن تو از آن — تا شود از تو راضی آن غفار
بر خلاف نبیؐ مرو راہے — روز و شب کن از آن تو استغفار
تا تو مقبول مصطفےٰ گردے — واصل حق شوی بہ لیل و نہار
گر ریاضت کنی بجد و جہد — گردد از تو ظہور آن ستار
تو درو گم او ایک با تو شود — من و تو راز درمیان بگذار

انیست توحید ذاتی اے سالک
کن حصول از مشقت بسیار

ردیف زا

جو کہ تقوی نہین لیا ہرگز — کبھو سالک نہو ویگا ہرگز
وصل کا تجھکو حق کے گر ہے شوق — رکھ نہ باقی خودی ذرا ہرگز
سیر دلکی اگرچہ ہو منظور — ذکر حق سے نہ منہہ پھرا ہرگز

کشف کونی کا تجھکو گر ہے خیال — چشم ظاہر کو گر نہ وا ہرگز

کشف کبریٰ کا گر تجھے ہے دھیان — ہو نہ کس شے پہ مبتلا ہرگز

گر ہوس وصل کی ہے اللہ کے — نہ سمجھ کس سے حق جدا ہرگز

رویت حق ہو اس جہان مین اگر — غیر کے وہم کو نہ لا ہرگز

گر بقا حق سے ہونا چاہے تو — دے نہ اپنی خودی کو جا ہرگز

ایک ہو جانا حق سے تو چاہے — دل کسی سے نہ تو لگا ہرگز

گر فنا فے الرسول ہونا ہے — پیر سے تو نہ منھ پھرا ہرگز

تجھکو منظور غیب دانی ہو — دے کسیکو نہ دل مین جا ہرگز

اسمین خطرے جو تجھکو آدینگے — انکو وہان سے نہ تو اٹھا ہرگز

لے وسیلہ انہونکا جا وہان تک — نہین خطرہ کبھی برا ہرگز

یعنے خطرہ رسول ہے بیشک — دل سے اسکو نکر جدا ہرگز

تجھکو سالک اگرچہ ہونا ہے
دلکو جذبے مین تو نہ لا ہرگز

ردیف سین

نکلا خلوت سے انا کا پہن مردانہ لباس — کر دیا اپنی کو خود اپنا ہی دیوانہ لباس

یا حقیقت مصطفے کی تھی انا تھا یا ترا — کیا سہانیکو لگا تجھکو یہہ شاہانہ لباس

بزم کی تو بین کر پوشاک آیا بزم میں — شمع پر تیرے ہوا تیرا پروانہ لباس

واہ وا کرتا ہی شاہی اون نہیں تجہ یون بہی / شاہ کہلانیکو پہنا ہی فقیرانہ لباس

گاہ صورت سے حسین ابن علی کے آپہان / آپ ہی اپنا کیا یا روشہیدانہ لباس

صورت یوسف مین اگر آپ ہی شاہی کیا / لے زلیخا کی ادا پہنا عروسانہ لباس

گاہ لیلی آپ ہی نبکر کرشمہ اک دکہا / ہوگیا مجنون بنا کر اپنا مستانہ لباس

گاہ اُڑتا تہا ہوا پر کر مسخر دیو کو / آپ ہی نبکر سلیمان ہین شاہانہ لباس

واہ وا کیا خوب تو آیا کدہر سے تو کدہر
کس لئے سالک کا اب پہنا فقیرانہ لباس

ردیف شین

زبان صوفی نہو دینگے سر بسر خاموش / نہ بلبلین ہون کبہی گل کو دیکہکر خاموش

وہ حال صوفی ہین کلا لسان طال لسان / ہے اک کو راز کا افشا تو ہے دگر خاموش

نہین ہے ذات الٰہی کو جانو خاموشی / تو کسطرح سے رہین ہم بہی جانکر خاموش

اگر ہو صوفی کو منزل وصال کی اسکی / زبان نکہولے کبہی ہووے بشتر خاموش

ہے جب تلک وہ صفاتونکی سیر مین مصروف / ہووے اسکی زبان سمجہو بال بہر خاموش

اگر ہے بسط کے رتبے مین ہو نہ خاموشی / کہین نہ مرغ رہیگا ہو جب سحر خاموش

ہو گرچہ قبض کے منزل مین صوفی اے سالک
جلاوے جیسا کہ پروانہ بال و پر خاموش

فارسی

اول من آخر او آخر من ظاهرش / ظاهر من باطن او باطن من آخرش

در حجابم آمده او در نقابش من شدم / ساتر من او شده بیشک شدم من ساترش

نفخ ذاتش از من آید من گلے گلزار او / عندلیب آسا بیا و بشنو از من عاطرش

طالب صادق بیا و بشنو از من بانگ او / صوت سرمد از من آید چونکه ام من ذاکرش

ناظر من او شده من ناظر او گشته ام / حاضر من او شده من از وی گشتم حاضرش

کرده ام بر خود جفا در بحر جرمم غرق ام / مهربان آمرزگارش منکه بنده فاجرش

نزد مومن کافرم من نزد کافر مومنم / راست میگویم که بشنو من حقیقی کافرش

مالکم بخشد نه بخشد خاطی و مخطی مگو / بر سرت جرمم ببر بے حسرت من قاصرش

من رونده در پی ذاتش که نامم سالک است
راه یاب از من الطالب چونکه من ام عابرش

ردیف صاد

جو سمجھے غیریت خالص تو بیشک قالمین ہے نقص / جو پاوے عینیت مطلق تو اسکے حالمین ہے نقص

معیت عبد اور رب کی نہیں سمجھا اگر کوئی / تو اسکی جانیو عرفانکی قیل و قالمین ہے نقص

صفت اور ذاتکی نسبت نہیں پاویگا جو سمجھا / یقین سمجھو کہ تم اسکے بیان و حالمین ہے نقص

منازل کو نہیں پاکر چلیگا راہ گر کوئی / سلوک اسکا تو ناقص ہے بھی سمجھے حالمین ہے نقص

اگر سالک کوئی انوار باطن کو نہیں پایا
تو سمجھو لاف کرتا ہے اور اسکے حالمین ہے نقص

ردیف ضاد

کرلے حاصل تو سالک اکثر قبض — بسط ناقص ہے اور بہتر قبض
جو ہے راہ سلوک سے واقف — وہ کریگا یقین دلبر قبض
لیے سمجھو یہی ہے کلا لسان — بسط سے لاک درجے بہتر قبض
اس صفت کو لیا ہے پروانہ — جان کھوتا ہے اپنی رکھکر قبض
ہے قدم پہلا عارفون کو بسط — اسے سمجھو قدم ہے دیگر قبض
اس لئے طے کئے جو راہ سلوک — بولتے ہین کہ شے ہی بہتر قبض

پوچھہ سالک سے رمز یہ جاکر
وہ تو حاصل کیا ہی اکثر قبض

ردیف طا

عارفون کو ہے پہلی منزل بسط — کرلے حاصل تو جلدی ای دل بسط
جسکے دل کو سلوک کا ہی شوق — اسکو کرنا ضرور حاصل بسط
چند روزون تو اسکا لطف اُٹھا — جبکہ ہو جاوے تیرا کامل بسط
مرتبہ قبض کا تو کر حاصل — ہووے اسوقت تجھہ سی زایل بسط

دو ہین رستے سلوک کے سالک
قبض بعد از تو پہلے ای دل بسط

ردیف ظا

جسنے انوار حق کا پایا حظ
اسنے اسرار کا اٹھایا حظ

یعنے اسرار جو ہین قال صحیح
جسکو حاصل ہوا اُسنے پایا حظ

ہووے انوار باطنی مکشوف
اسنے تو حال کا اٹھایا حظ

ایک ہے دونو شغل کے رو سے
گر ملے شغل وہ دکھایا حظ

ذکر کے رو سے حال ہے دیگر
دونو سالک تو اب اٹھایا حظ

ردیف عین

جو ہو احوال و قال کا جامع
ہے وہ بیشک کمال کا جامع

جامعیت کا رتبہ وحدت ہی
وہ جلال و جمال کا جامع

خاص وحدت کو سب کہے ہین جمال
دیکھیے وہ جو ہے حال کا جامع

تفرقہ جمع دو سلوک کی چال
پاسکے ہو تو کمال کا جامع

تفرقہ مین یقین ہے نقصان
ہو نگا اسمین زوال کا جامع

مرتبہ جمع کا ہو جب حاصل
ہوا اسوقت حال کا جامع

دونون رتبون کو سیر سے سالک
سیکھہ کر ہو کمال کا جامع

ردیف غین

ڈہونڈ کر رہبر سے مین پایا تیرے گہر کا سراغ
تو ہی جب دکہلا دیا کیونکر نہ پاونگا سراغ

واہ وا کب تک چھپوگے اکدن ملجاؤگے
ہم بھی تو اکثر لگا رکھتے ہین ہر ایک جا سراغ

یک مکان رکھتے ہین ہم تیرا کبھی وہ تخت گاہ
دل جسے کہتے ہین ہم کو بھی لگا اوسکا سراغ

دوستونکو رنج دیتے دشمنونکو راحتین
بے سبب کہتے ہین اسکا بھی مین پایا سراغ

بیچگون ہون بے نشان ہون لا مکان میرا مکان
سنتے تھے سالک سے اب اسکا لگا پایا سراغ

ردیف فا

نکالے خودی کا اگر تو غلاف
تو دیکھیگا روے خدا صاف صاف

کہان لامکان تک ترا ہو گذر
ہے ڈوبا ہوا حرص مین تا بناف

کہ ہے ذات بے عیب حق کی یقین
ہو اسطرح عیبون کو کر اپنی صاف

محقق اگر علم حق کا ہے تو
ہے لازم تجھے عجز لازم نہ لاف

اگر ایک ہونا ہے اللہ سے
دوئی کے تو خطرے کو ہردم شگاف

خطا آپ ہی کرکے پھر آپ ہی
یقین کرکے توبہ ہین کرتے معاف

ای سالک سمجھ راز کو اسکے سب
تو کرتا ہے انکار کیون صاف صاف

ردیف قاف

انا کا کیا تجھکو باہر ہے شوق
سمجھتا ہون تیرا ہمیشہ ہے شوق

مجھے بیخودی کا تو اکثر ہے شوق
خودی کا تو اب اسکے دلپہ ہے شوق

مین جیتا ہون ہوتا ہے ظاہر وہی ۔ عجب الٹا اسکا سراسر ہی شوق
مین ظاہر ہون اسکا وہ باطن مرا ۔ اب اسکا مرا تو برابر ہے شوق
مین سمجھون تو اسکو وہ سمجھے مجھے ۔ ادہر عشق تو اور ادہر ہے شوق
اسے جب مین ڈہونڈا تو پایا مجھے ۔ کیا خوب یہہ مجھکو ششدر ہی شوق
مین اپنے کو دیکھا تو دیکھا اسے ۔ یہہ الٹی نظر یا مکدر ہے شوق
مین اسکو کہون اور کہے وہ مجھے ۔ مرا اسپہ اسکا مرے پر ہی شوق
مین جاون ادہر اور وہ ادہر سے ۔ مجھے اور اسکو تو رہبر ہے شوق
ملون اس سے مین وہ ملے میری سے ۔ مرا اور اسکا تو ملگر ہے شوق

مین سالک ہون اسکا وہ سالک مرا
برابر تو دونو کا یکسر ہے شوق

ردیف کاف

راہ باطن بزود جو سالک ۔ راز او با کسے مگو سالک
ہست دو چیز آنرا اول گیر ۔ بسط و ہم قبض را بجو سالک
بسط خواہد کند ہمہ اظہار ۔ قبض گوید کہ این مگو سالک
بسط رفتہ چون قبض حاصل شد ۔ نیست چیزے مطابق او سالک
بہ یقین دان کہ بسط ہست ظہور ۔ قبض را دان بطون تو سالک
ظاہرش را صفات میگویند ۔ باطنش را تو ذات گو سالک

باطنش را اگر کنے حاصل / ظاہرش ذکر او مگو سالک

تو خفی را خفی بکن ہر دم / تو عیان در عیان بجو سالک

گر روے زین طریق راہ بطون / رسل آیند رو برو سالک

یعنی او ہست خطرہا بیشک / ہادی و رہبران تو سالک

گہ حمیدہ ذمیمہ گاہ شوند / دان جمال و جلال او سالک

بر جمالش عمل کن از ظاہر / بر جلال از عیان مجو سالک

این ہمہ بین بذات حق ہر دم / نیست موجود غیر او سالک

غیر خود عین خود ہم اوست بدان / ایک ہست و کمال دو سالک

گوی گر غیر او شوی مشرک / این ہمہ اوست غیبت تو سالک

بر ظہورات ہست ظلّ لسان / این ہمہ را تو بسط گو سالک

ہست کلّا لسان بر باطن / قبض گو ہم جلال تو سالک

چشم ظاہر بہ بند سیر بکن / گر کشائی شوی عدو سالک

ردیف لام

ہوا ہے محو ذات کبریا دل / خودی سے بیخودی پر ہے فدا دل

خودی سے اپنے باہر ہو گیا دل / کہا وے کیون نہ اپنی کو خدا دل

خزینہ وار دات کبریا کا / ہوا ہے اندنون دیکھو مرا دل

الوہیت سے اُٹھہ وحدت کو پہنچا — ہوا ہے جہل کو چہوڑ اُسنے عادل
خدا اور عبد مین جو تھا عشادہ — اٹھا کر ذات سے یک ہو گیا دل
بھلا دیکھین دکھاتا کیا تماشا — ہوا جو اندنون بہر ڈوبیا دل
دکھا دے اپنی صورت مین خدا کو — کہون کامل اُسے مین اور عادل
گذشتہ حال کیون ہووے نہ مجھکو — خزینہ علم حق کا ہوگیا دل
خودی کے مس کو سونا بی خودی کا — بنا دیویگا ہے یہہ کیمیا دل
کبہو باطن کو ظاہر تو بنا دے — کبہو ظاہر کو باطن کر دکھا دل
خدا اپنے سے بندے کو دکھایا — تو ہوجا اُون ہی اب اللہ نما دل
ہے رتبہ جامعیت کا تجھے اب — کہے بندہ کہے تجکو خدا دل
کشودہ ذات کبریا کا — تجہے اللہ سے رتبہ ملا دل
تری مین بسط ہے اور قبض بھی ہے — سمجھ ان دو کے بوجھے کو اٹھا دل
نہ کر لے بسط کو تو قبض ہرگز — نہو تو قبض کا ہرگز کشا دل
نہ اٹھوا لے ملک قدسی ہین جسکو — لیا ہے سر پہ وہ بوجہ اٹھا دل
نہ کیون کر قرب ہو اللہ ہی کا — کہا ہے تجھکو حق عرش علا دل

خدا کی ذات کا بیشک خزینہ
ہوا سالک ہے ان دونون ترا دل

ردیف میم

ای زاہد ظاہر بین مردانہ تو ہی یا ہم
اس شمع رخ حقکا پروانہ تو ہی یا ہم

ستی ہی عبادات ظاہر کی تجھی ہر دم
انوار الٰہی کا دیوانہ تو ہے یا ہم

احکام خدا دیکھا پر دیکھا نہین حقکو
ہم محو ہین رویت مین مستانہ تو ہی یا ہم

تو غیر خدا سمجھا اپنے کو تو ہم اک ہین
کہہ ذات الٰہی سے بیگانہ تو ہی یا ہم

مانند ہنودی کے پوجے ہی نہ دیکھہ اسکو
ہم دیکھے ہین ہر دم فرزانہ تو ہی یا ہم

جو علم الٰہی مین موجود ہے سب دیکھے
سنے پہ عمل تیرا کہہ دانہ تو ہی یا ہم

کیا تجھسے نکلتا ہے جز خشک عبادت کے
دیتی ہین مے قربت خمخانہ تو ہی یا ہم

یک عمر عبادتمین گذری پہ نہ پہنچا تو
جب چاہین تو ہم جا دین افسانہ تو ہی یا ہم

کہتا ہے یہی سالک اک ہو کے خودی سے اٹھہ
ای زاہد ظاہر بین بیگانہ تو ہے یا ہم

ملتے ہین جبکہ چاہتے ہین بے نشان سے ہم
پر کب قدم کو رکہتے ہین باہر مکان سے ہم

ایسے ہین محو اپنے مین کب کسکی یاد ہے
اتنی خبر نہین ہے کہ آئے کہان سے ہم

ظاہر ہین گو مکان ہی نہین اسکے ہین مکین
الفت سی اسکی آئی ہین جس لامکان سے ہم

کیا لائے لیکے جاوینگے کیا جز ظہور خود
بیزار اپنے وسے ہین جہوٹے بیان سے ہم

حق حق اگر کہینگے تو ناحق کہے ہو خراب
اسواسطے ہی حق نہین کہتے زبان سے ہم

سچون کو سچہ جہوٹے ہی کہتی جہان کے لوگ
سچی اگر کہین ہی تو سچے کہان سے ہم

ناحق چہپا کے حقکو نہین حق ہین بولتے
تب بھی اسیر ہوتے ہین ناحق گمان سے ہم

اپنی ہین آپ گم ہین نہین کسکی چاہ ہی
کب دوسرا ہے جاہیئے لائین کہانسی ہم

لعنت کرے تو ڈرتے ہین کب ہم جہانسے
ہاتین اٹھا کے بیٹھے ہین دونو جہانسی ہم

ڈر محتسب کا خوف نہ واعظ کا بال بہر
رکہتے ہین کام اندنون پیر مغانسی ہم

بتخانہ کعبہ ایک ہی دلمین سمجہہ لئے
سالک کبہی نہ بولینگے اپنی زبانسی ہم

ردیف نون

جسکو نہین کشود ہی قلب کی سیر پاوے کیون
مرتبہ مثال کو ہاتہہ مین اپنی لاوے کیون

جسم کو آئینہ بنا دل کو ہمیشہ دیکہنا
آنکہونکو اپنے باندہنا ورنہ نظر اٹھاوے کیون

تنکو سمجہہ مثال تو اور نکر خیال تو
خطرونکو سب نکال تو ورنہ یہ حال آوے کیون

پایا مثال کو اگر اسمین سمجہہ لے حال وہ
ہووے تجلی روبرو سمت انہونکا پاوے کیون

اسکے جہت کو پالیا پہلے قدم کو طی کیا
آگے وہان سے جب بڑا راہ سمجہہ کے جاوے کیون

بائین طرف کو چھوڑ دے سیدہے طرف کی راہ لے
سر نہان تجہی کہلے پر وہ سب اٹھاوے کیون

اسمین حجاب چار ہین جب تو اٹھاوے وہ یقین
دیکہیگا کنہہ کو وہین ہاتہہ انہونکو لاوے کیون

انبیہ تو حاوی ہو چکا آگے قدم ترا بڑہا
وہان ہو خودی تری فنا نزدنبی تو جاوے کیون

نزدنبی تو جب گیا جان سلوک پر لگا
سالک سادہ تو ہوا جذب کا بہید پاوے کیون

ظہور ذات کا اپنے عجب بازار رکہتے ہین
نہین سود و زیانسی دیکہئے کچہہ کار رکہتے ہین

انبساط وحدت مطلق مین مخفی انکی ہین کیا کیا
شکست و بست اور کثرت اک گلزار رکھتے ہین

دکھاتے ہین جدائی کو حقیقت مین یگانی ہے
کبھو بیگانگی سے اپنے خود انکار رکھتے ہین

کسیکو رنج فرقت مین کہے ہی شوق سے اپنے
بلا کسکو مئی وحدت بہت سرشار رکھتے ہین

کوئی جلکر رہا ہی کوچۂ وحدت مین بہکا
کوئی بیخود بکو پاتا ہی عجب دستار رکھتے ہین

گئی ہین محو موسی کو تجلی اک دکھا اپنی
جلا کر طور سا کسکو بہت ہشیار رکھتے ہین

خودی سے کر دئے بیخود دکھا کسکو مقام ہے
کسیکے واسطے کثرت کا یہہ گلزار رکھتے ہین

عجب گلزار ہے انکا کبھی گلزار مین گل ہین
مین بلبل اسکا ہون گلمین جو وہ گلزار رکھتے ہین

قبا پہنے ہین اُجلی سے گلی مین طوق ہے کالی
ترانہ سُر ہو کا گا نیکو منقار رکھتے ہین

رنگا رنگی دکھاتے ہین ہزارون رنگ کو رکھکر
رنگیلے خود ہین بیرنگی مین اپنی مار رکھتے ہین

عجب مکار ہو صاحب ہزارون مکر ہین بھر کر
دکھانے پارسائی جبہ و دستار رکھتے ہین

کبھو چھپتے کبھو ظاہر کبھی اندر کبھی باہر
نہین رہتے معطل آپکو باکار رکھتے ہین

محبت جسپہ رکھتے ہین اسی دیتے بہت ایذا
نہین خود چاہتے جسکو سو بے آزار رکھتے ہین

عجب انکی کرشمے ہین کہین تو خود نما ہوتے
کہین تو حق نمائی سے بھی خود انکار رکھتے ہین

کرین کیا چپ ہی تو بھی نہین دیتے ہین جب رہنے
تمہارے راز کہنے کا تو ہم آزار رکھتے ہین

ہوا ظاہر جو تہا مخفی کہے تو کیا برا بولے
جو اتنی بات کا دلبر تم اپنی بار رکھتے ہین

تم ہی سب مین ہین لیکن سب سے ہے تم سی ہی اُن
دکھانے رو کو اپنی سبھین کیونکر عار رکھتے ہین

تمہین کافر تمہین مومن تمہین عابد تمہین فاسق
تمہین جنت تمہین دوزخ یہہ سب بازار رکھتے ہین

تو وہی کرتے ہین سب کامونکو مخفی رکھے اسی لگ
تماشا ہو کہ ظاہر مین بہت انکار رکھتے ہین -

فارسی

بودت از وجدان بیرون از بود تو این بود من — ہست از تو جان من نابود من مفقود من
نیست جز آن ذات مستغنی و بحث صرف و ہست — سود من مشہود من موجود من بہبود من
تا بکے جلباب داری رخ برون آر از نقاب — عاشقم دیرینہ تو شاہد و مشہود من
شام وصل شاہد من تار از زلفش شدہ — عروہ اتش در دستم آمد کر دل آید دود من
باطن من ظاہر من جز تو دیگر نیست کس — ہست تو محمود من محمد و من محمود من
ذات تو از حد برون از غیر اعداد است احد — شد توئی محدود من حقا توئی معدود من
غیب و ظاہر روبرو و حاضر و ناظر توئی — نے کسی معبود من مشہود من موجود من
از تو خواہم بخشش و عفو جرایم ای خدا — چونکہ جز تو از ازل دیگر نشد موعود من

ہست مردود ابلیس ای سالک ز حق
ہمچنین نفس لعینم را کنم مردود من

ردیف واو

آپ ہی اپنے بھید کو جانتے ہو سناتے ہو — جہرہ کو اپنے ہر جا دیکھتے ہو دکھاتے ہو
آنکھہ مین شرم دلمین شوق سر مین جنون گیا فوق — سینے مین درد جانمین ذوق اتنے مزہ اٹھاتے ہو
کرتے ہو ناز اور نیاز رکھتے ہو دلمین سوز و ساز — ظاہرہ آپ پاک باز خلق مین سب کہاتے ہو

کرتے ہو عشوہ و ناز سے سکتے ہو کام راز سے
ملتے ہو سوز و ساز سے کہنو کو منہہ چہپاتے ہو

بحر مین آپ ہی کہر دشت مین خاک بسر
سنگ مین لعل صاف تر اینٹ کو ہی بناتے ہو

باتین کرتے ہو اوا چا ملین حشر کو بپا
نام خدا کہو ن مین کیا فتنہ تمہین جگاتے ہو

غیب مین آپ ہی کی ذات کہتی ظہور مین صفات
کرتے بیان یہہ سب نکات سیکہتے ہو سکہاتے ہو

مہر سے جسکو دیکہتے رنج مین ڈالتے اسے
کرتے ہو تنگ جینے سے ایسا ہی ہان ستاتے ہو

آپ ہین عبد و ذو المنن خود ہین بت اور برہمن
کفر و دغا و مکر و فن کرتے ہو خود کراتے ہو

ہاتہہ مین سبحہ بار یا لیکے کہاتے پارسا
ڈال گلے مین رشتہ لا پیر مغان کہاتے ہو

کہتے کوئی برا نہین ہو نگا نہ ہے ہوا یقین
کون ہی دوسرا کہین کاہیکو یون ڈرتے ڈراتے ہو

جانتے ہین کہ آپ ہی ننگ و کہاتے ہین سبہی
آتے نظر نہین کبہی صورتین سی بناتے ہو

ننگ سے نام سے جدا پاک جیون وہم چرا
ہمکو سناتے بارہا آپ ہی نبکے آتے ہو

آپ نبی ہین اور سفیر آپ ولی و دستگیر
سالک و غوث و شاہمیر آپ ہی نبکے آتے ہو

در مدح پیر و مرشد خود اعنی سید شاہ میر گفتہ شد

شد منور شمع جان از پرتو انوار تو
کاخ قرب حقتعالی میدہد اسرار تو

راح بخشد روح را راسخ کند جانش لقریب
ہر کہ بشنید آمدہ در محفلت گفتار تو

خاص کے شد ہر کہ آمد سود و سودا تیں بیافت
ہیچ اسرار خدا عام ست دربار تو

فخر شاہ و میر گشتہ در دو عالم بے نوا
یافتہ ہر کس کہ آمد ہر درست اختیار تو

هر که آمد در سرای تو خویش محو شد
می نماید شاهد غیبی در و دیوار تو

علم کی یابد بعلمت علم تو از علم حق
آشنا گشته شده سینه یم زخار تو

بار شد از بار و بارش بار شد در بار حق
بار عرفان بار آورده که شد در بار تو

از سپیدی سیاهی دو عالم رسته شد
در نگهبانی حق شد هر که شد در جار تو

یار شد از یار تو آن یار مخفی سالکا
یار گردد یار تو شد یار مخفی یار تو

ردیف ها

رب سے ظاہر تو ہے نہان بندہ
نہین کچہہ لحم و استخوان بندہ

رب محسوس عبد ہے معقول
نہین عالم مین کچہہ عیان بندہ

حقکو آسان زیادہ ہے پانا
پر ہے مشکل سے ملے کہان بندہ

بندہ بستہ یقین حق کا ہے
رب ہے جس جا پہ ہی وہان بندہ

جز نبی کون ہے حقیقی عبد
وہی سمجھو ہے عالیشان بندہ

عنصری جسم جو نظر آتا
نہین مطلق وہ بے گمان بندہ

پیر کامل سے راز اسکا پا
ورنہ ہووے کبھو عیان بندہ

علم مین حقکے جو رہیگا نہان
سمجھئے ہے یقین وہان بندہ

ہے انا رب کا بولنا آسان
پر ہے مشکل کہانا ہان بندہ

بندگی سے نہ بندہ تو ہو گا
علم مطلق مین ہے نہان بندہ

یا نا بندے کا ہے بہت دشوار | نہین رکھتا ہے کچھ نشان بندہ
ہے سمجھ مین انھون کے سچ نقصان | جو سمجھتے ہین جسم وجان بندہ
بولتا ہون نزول کے روسے | جان خطرے مین ہے نہان بندہ
گر سمجھتا ہے تو بوجہ عروج | رکھتا وحدت مین ہے مکان بندہ

عارفون کے سوا ای سالک
کب سمجھتے ہین انس وجان بندہ

ردیف یا

جز وہم وتخیل نہین دنیا مرے آگے | کیا بجز تصوّر نہین عقبیٰ مرے آگے
اک ذات صفاتون کے سوا رہتی نہین ہے | مخفی ہے کبھی گاہ ہے پیدا مرے آگے
تھی ذات بحت جبکہ صفات اسمین تھی مخفی | آخر نہی ذات وہ تنہا مرے آگے
دنیا کا تماشا ہی فقط ہستی کی صورت | معنی سے وہی ہست اکیلا مرے آگے
صورت یہ سبھی خلق خدا دیتی ہی جانکو | ہستی کو نہین کوئی بھی دیکھا مرے آگے
جسکو ہوی ہستی یہ نظر خلق سے گذرا | کب نکلیگا ہمسر کوئی اسکا مرے آگے
ہی غیر حقیقت مین تعین سے تعین | ہستی سے نہین الگ ہین اشیا مرے آگے
ہین غیر مجازاً تو یقین عین وجوداً | یہہ وہم وتصور سے ہی پیدا مرے آگے
جو شخص تعین کو اٹھایا تو رہا اک | ہرگز نہ کوئی غیر ہو اسکا مرے آگے
اٹھے تو تعین سے تعین نہین وہ عین | ہے غیر حقیقت مین وہ سبکا مرے آگے

یعنیکہ تعین سے تعین کا اٹھانا — جز شغل نہین ہے اسکا مرے آگے
الفاظ مقید ہوے معنی ہوا مطلق — وہ ایک ہوا دو نہین کہنا مرے آگے
انوار نظر آتے ہین جو راہ بطون سے — یکذات کا یہہ سب ہے تجلی مرے آگے
کہتے ہین جسے وصل سو وہ وصل ہی کیسا — سمجھا یہ ہوتا ہے ستانا مرے آگے
رہتا ہو وہان ہوش و یا ہوتے ہین بیخود — گر دونو ہوے بو لو یہہ کیسا مرے آگے
جذبے مین بجز ہستی کے کچھہ ہوش نہووے — یہہ وصل ہی اے دوست ہی اچھا مرے آگے
جسکو کہ رہے جذب و سلوک ایک روش سے — ہو ہوش یہہ ہے نادر و اعلا مرے آگے
کہتے ہو وجود ایک تو یہہ وصل ہی کس سے — یہہ کہنہ بہت اچھا تو پوچھا مرے آگے
ظاہر ہی صفت اور بطون ذات سمجھہ لے — ان دونو کا ہونا ہی تماشا مرے آگے
کتر ہی کہ باطن ہو نسا مرد ہو ظاہر — بر عکس کبھی ہوتی ہین یکجا مرے آگے
مرد کا حد ہے وصل سو با لطف ہی سمجھو — جامع اُسے کہتے کہ ہے اچھا مرے آگے
ظاہر مین ہو گم رہکے تو باطن کا تصور — بر عکس مین ہے لطف زیادہ مرے آگے
جامع کو مین الطف سے بھی الطف ہی کہونگا — کب وصل کبھی ہویگا ایسا مرے آگے
گم ہوے تو کہتے ہین سبھی وصل کو پایا — سمجھا ہے یہی وصل کا معنا مرے آگے

سالک کا نہین کہنا قسم حشکی یہہ مضمون
مخفی سے وہی سمجھو کہ بولا مرے آگے

غزل مستزاد

کسطرح سے وہ کنہ خفی آوے رقم مین
ہے گو کہ ہر یک سو اظہار و بیان سے
ہے کنہ خفی نام اسیکا تو یقیناً
یعنیکہ ہے مطلق مخفی کا بھی مخفی
وہ نسبت پوشیدہ لیا جبکہ تعین
اجمال مین آکر احمد کی حقیقت
ظاہر کیا جب وہانسی کمالات کو اپنے
تفصیل سے ہر اک لے صورت آدم
داخل ہے خود جا نکلا جب رنگ دکھایا
مخفی سے ہو ظاہر دکھلانیکو قدرت
ظاہر مین ہوی لاکہ تو مخفی مین ہی اک
کئی رنگ دکھایا سب رنگ ہین اسکے
مخفی سے اگر دیکہے تو خود آتے ہر آن
ہو صورت خطرہ مقنع مین چھپا رہ
ظاہر کئے خود رنگ تجلی کے ہزارون
مہتاب کی صورت نظارہ ظاہر

آتے ہین کمالات مگر قید قلم مین
بیحد و حصر ہو ہر اک کے زبان سے
سمجھو کہ وہ لاتا ہے عدم کو بھی عدم مین
کہتے اسے ہو ہو نسبت ہی نہان سے
مشہور وہی مخفی ہوا عرب و عجم مین
احمد کا بنا رو خالی ہو گمان سے
ہر صورت آدم بھی سمجھ لیجے قدم مین
حادث نہ سمجھو اس وجہہ بیان سے
موجود کیا دو نو جہان ایک ہی دم مین
ہر اسکا یہہ جادو ہم پاوین کہان سے
ہر رنگ وہی ہو کے نہین آتا رقم مین
تا اٹھے نہ مین تو دیکھین نہ عیان سے
اس مقنع کو عارف ہو اٹھا دیتے ہین دم مین
دیکھے تو وہی رو یہان آیا وہان سے
باطن مین وہی نقطہ جو تو دیکھا قدم مین
محجوب ہر اک سو اس چشم نہان سے

ظاہر کو سمجھ ظاہر و باطن کو تو باطن
مخفی ہے قدم مین تو یہہ ظاہر ہی عدم مین

ارشاد یہی ہے سالک کی زبانی
اس رمز کو پایا تو مرشد کی زبان سے

قرآن مین ہین وفی انفسکم جب سے
سمجھا کہ تو ہے مجھہ مین باذات و صفت سے

جب آیت قرآنی پڑھنے لگا وجہہ اللہ
سب جا ہی تجھے دیکھا پر کہتا نہین لب سے

سب جا یہ کہے تو ہی ہے ہی غیر ترا کسیجا
دکھلاکے تو منھہ اپنا پھر چھپنے لگا کب سے

تو عین ہمارا ہے اور غیر بھی ہے ایسا
جیسا کہ نظر آتا ہے روز مجھے شب سے

کرتا ہے بیان تو ہی اسرار تری ہر جا
پر ہو کے نہان یارب کہتا ہے عجب ڈھب سے

جو کام ہے بندے کا وہ کام یقین تیرا
تو کب ہے جدا ہم سے یہہ بات کہون سب سے

اسرار کی اب خواہش ہو دوستو گر تمکو
یہہ بات سنو مجھسے تم دور نہین رب سے

مین جلیسے سنا سالک اسرار کرو نہان
کہتا نہین ہرگز ہون مین راز ترا تب سے

غیریت کا جو شخص قایل ہے
قرب اللہ اوسکو مشکل ہے

عینیت جسکو ربکی حاصل ہے
وہ وصال خدا مین کامل ہے

جو نہین واقف حقایق حق
گرچہ عالم بھی ہو جاہل ہے

ہے جو اپنے سے غیر رب سے عین
کہتے عارف اُسکو واصل ہے

منکشف جسکو ہے مثال اپنا
حال کی اسکو پہلی منزل ہے

جسکو ارواح کا کشود ہوا
اسکو قرب صفات مہمل ہے

واحدیت مین جو رہیگا اتک
حال جسکو کہلیگا اعیان کا
پہنچا وحدت کے مرتبے تک جو
ہے نظر جسکی لاتعین پر
دیکھے اجسام اور احدیت

جذب ہر دم اسیکو حاصل ہے
وہ یقین اولیا مین داخل ہے
غوث ہے قطب ہے وہ عادل ہے
عشق معشوق مین وہ بسمل ہے
وہ نبی ہے رسول ابدل ہے

فیض مرشد سے تجھکو اے سالک
ہے وہ آسان جو کہ مشکل ہے

وحدت کے مرتبے مین جس شخص کی نظر ہے
فقہ و حدیث و قرآن پڑھنا ہے فرض جسکو
اندھا ہے جو یہان نکا عقبی مین بھی ہے اندھا
یک علم بیخودی ہے دیگر خودی کا ہے علم
ہے فرض عین سب پر دنیا مین جسکو پانا
پای ہین اسکا نکتہ معراج مین محمد
جاتا ہے بلین عارف تا تخت شاہ ہر دم
مرشد سے راہ اسکی پا ناضرور جاکر

اپنے سے بے خبر ہے اللہ سے با خبر ہے
یہہ علم فرض سمجھو اس سے ہی بشیتر ہے
بینا ہے وہ جو علم عرفان سے بہرور ہے
یہہ علم بیخودی کا سچ مغز سر بسر ہے
جو دور اوس سے ہونگا شیطان راہبر ہے
سب علم کو ثمر ہے اس علم مین اثر ہے
یہہ راہ یک قدم سے نزدیک بشتر ہے
بے پیر جو چلیگا اسکو بہت خطر ہے

سالک سلوک سے جا پردے اٹھا دے ساتون
تو دیکھ یہان ہے حقکو گر تجھکو وہ نظر ہے

علم عرفان کا جو محقق ہے — وہ موحد کہانا لایق ہے
سیر فی اللہ جسکو حاصل ہو — سیر قدرت کا وہ تو شارق ہے
ہے مع اللہ پر قدم جسکا — وصل رب کا یقین وہ شایق ہے
عینیت غیریت حقیقت مین — نہ سمجھہ جو کہے وہ ملحق ہے
بولیگا اسکو جو حقیقی گر — اصطلاح اسکی با محقق ہے
اعتباری حقیقی دونو اک — سمجھیگا جو حکیم حاذق ہے
ایک نسبت کی پاوے دونو مین — پاوے وہ جسکا قال صادق ہے
خلق سے جانیوے خالق عین — اور خلقت بھی عین خالق ہے
غیر ظاہر مین عین ہے باطن — قصہ اسکا بہر مشارق ہے
کہے باطن ہے جو کہے ظاہر — شرع مین نام اسکا فاسق ہے
جو کہ ظاہر کو بولے گا باطن — سمجھے وہ بھی غیر صادق ہے
جو خفی ہے خفی جلی ہے جلی — بولے یعنیکہ جو محقق ہے
عین ہو کر بھی غیر کہلانا — یہہ ادب عارفون کو لایق ہے

مسئلہ ہے دقیق یہہ سالک
پاوے مرشد سے جو کہ شایق ہے

بخدا ہی جل جلالہ جو ہوا خفی سے جلی ہوئی
وہی غیب ہے وہی ظاہر ہے وہی آخر و وہی اوّل وہی

نہین دوسرا کوئی اس جگہہ ہے خدا وہی وہی آگیا
وہی غوث ہے وہی قطب ہے وہی فرد اور ولی وہی

نہ کسیکو ذات نہ ہی صفت ہم کسیکو فعل اور اثر ہے — وہی روح ہے وہ مثال ہے وہی جسم اور وہی حس وہی
نہیں ضد اُسی نہیں ند اُسی وہی ایک ہے وہی لا ک ہے — نہ شریک سکا ہے کوئی بھی سبھی جا ہے ذات بھری وہی
وہ سمیع ہے وہ بصیر ہے وہ کلیم ہے وہ قدیر ہے — وہ مرید ہے وہ مراد ہے وہ ممیت اور حفی وہی
وہ ہیگا اور بھی تھا وہی اس ظہور کو آلیا — وہی کار کن ہے برا بھلا کہ یہ خطا ہے بری وہی
وہی رات ہے وہی صبح ہے وہی سال ہے وہی ماہ ہے — وہی ظلمت اور وہی نور ہے ہے لیا رنگ سے تو بھی وہی
وہی بہشت ہے وہی نہر ہے وہی شہر ہے وہی باغ ہے — وہی باغ ہے وہی نخل ہے [illegible] کلی وہی
وہی مرد اور وہی نسا وہی وحشی اور طیور ہے — وہی آسمان ہے وہی زمین بھی خشکی و تری وہی
وہی نگ ہے وہی لعل ہے وہی آب ہے وہی سنگ ہے — وہی بحر ہے وہی آب ہے وہی آدم اور پری وہی
وہی صوفی اور وہی صافی ہے وہی لوی ہی ہندگو — وہی محتسب وہی امر ہے وہی ان دردی وہی
وہی کافر و وہی مومن وہی کفر ہے وہی دین ہے — وہی صورت اور وہی آئینہ وہی رائی اور ہری وہی

وہی صادق و وہی کاذب وہی فاسق و وہی نیک خو
وہی سالک و وہی مرشد و وہی راز گو ہے ولی وہی

ہوس حرص جہاں کی تجھکو دنیا میں ہے لائی — وہاں کہتا تھا احد تو یہاں لگا کرنے خدائی
جانتا کون تھا اُسکا جس جگہہ رکھتا غنا تھا — جب تو کثرت کو ہے چاہا وہی کھاتو کو رسائی
دیکھا کثرت میں ہے وحدت جلیسا تو آگے تھا مطلق — آیا اپنی کو نظر تو تو ہی مرئی ہے ورائی
ایک میں لاک تو ہی تھا لاک میں ایک ہے تو ہی — یہہ عجب جب میں ہے دریا بحر میں ندی سمائی
اپنے لاکھوں ہے میں یہہ یعنی خلقت جو ہوئی ہے — شخص کی ایک ہی صورت لاکھوں اُنمیں آئی

آئینہ گر یہہ ٹوٹیگا نہین صورت کو تنزلزل | جیسی تھی ویسی رہیگی تری صورت کی صفائی
آپ ہی آئی وہ ہنسی اپنے نانیکو یہانتک | نکلے خود آپ ہی ہادی راہ اپنی ہی دکھائی
یہہ عجب مکر کئے ہین اپنی کو آپ دکھانے | اپنے سے آپ ہی کرتے ہین برائی و بھلائی
یہہ عجب مکر کئے ہین اپنی کو آپ دکھانے | اپنے سے آپ ہی کرتے ہین برائی و بھلائی

اپنکو آپ دکھاکر نام سالک کا گئے ہیں
کہتے ہین کر نام سالک آج کل خوش نمائی

سیاہی نقطہ ذات سارج مقام ہو ہو کہو یہہ گیا ہے
جو لوح محفوظ و عقل اول اجمال و عشق اور حب ذاتی
تجلی ثانی وعما وہی عالم باطن اور معلوم
کہ یعنی نقطہ سو ذات باری ہے عقل اول سو اصل احمد
اسیکو کہتی قدیم و باقی ہی ذات جیسی یہہ ہے ایسی ویسی
ہی اک کا ظل و عکس سمجھو کہ یعنی خارج مین جو آیا ہے
منزہ داخل مین جو کہ ہوگا اسیکو کہتی تمام صوفی
عدم پرست وہ ہی جو کہیگا کہ عین تنزیہ کا ہی قائل
نہ عین وہ اور یہہ معاذ اللہ دونوں ہی پاک جانو بیشک
حقیقت اپنی عدم ہے بیشک علیم ہی ایسا کہ ہی اضافی
کہ یعنی موجود ہونا اسکا یقین سمجھو محال ہوگا

وجود باری ہے ذات مطلق مقام وہ فہم کے سوا ہے
مقام وحدت خدا کا پایا وجود کا بولنا اناہی
ہو ظل محمد و حضرت جمع و احدیت یہہ سب یہی ہی
ہی حضرت جمع اصل آدم تمام یہہ رتبہ ذات کا ہی
جو بعد اسکی خروج پایا سمجھو اسکو کہ وہ فنا ہے
کہ روح و امثال و جسم تینون کو ظل انہونکا جانا ہے
مشتبہ خارج مین جو آیا سمجھو اسکو نہ اس سوا ہے
فقط جو تشبیہ ہی کا قائل صنم پرست اسکو بولنا ہی
تشبیہ تنزیہ کا ہو قائل عقیدہ ویسی ہی مرا ہی
نہ وہ عدم یعنی کہ ہی مطلق ہی وہ تو ملفوظی اور کیا ہے
ہی وہ تو بیشک شے کہ باری جو بولا وہ شرک بیشک بڑا ہی

عدم ہے آئینہ ذات رای سمجھ لو مری گو اسکے معلوم ہے
حقیقتاً عین ہین یہ تینو بوجہ عقلا یہ سب جدا ہے

ہو جسکو معقول اور حقایق کا علم وہ اسکو جو سمجھے
کہان تلک تم کہیگا سالک بیان گو کب اسکی انتہا ہے

عجب اسکا تماشا ہے جو اپنا آپ مفتون ہے
کہ خود عاشق ہے اور معشوق اور لیلی ہے مجنون ہے

وہی آدم وہی یوشع وہی موسیٰ وہی عیسیٰ
وہی جبرئیل اور احمد وہی حیدر ہے خاتون ہے

وہی تنزیہ وہی تشبیہہ وہی باطن وہی ظاہر
وہی اول وہی آخر وہی بیچون ہے یا چون ہے

وہی قیصر وہی دارا وہی فغفور و اسکندر
وہی کسریٰ وہی محمود و عادل اور فریدون ہے

وہی شب ہے وہی مہ ہے وہی سال اور وہی ہے دن
وہی خورشید اور تارا وہی مہ اور گردون ہے

وہی سلطان وہی لشکر وہی حاکم وہی مالک
وہی کرتا لڑائی ہے وہی کرتا یہ شبخون ہے

وہی عسرت وہی یسرت وہی تکلیف اور راحت
وہی زر ہے وہی منعم وہی یہ گنج قارون ہے

وہی طبل وہی بین وہی ڈھولک ہے مردنگ
وہی چنگ و رباب و دف ہے ستار و قانون ہے

وہی می ہے وہی ساقی وہی مطرب وہی خم ہے
وہی دلبر ہے اور معشوق و زلف و چشم میگون ہے

وہی دیتا دلاتا ہے وہی پھر چھین لیتا ہے
وہی کرتا کراتا ہے پھر اپنا آپ ممنون ہے

وہی شعر و مخمس ہے وہی ہے فرد ای سالک
وہی ہے بیت اور مصرع اسیکا سب یہ مضمون ہے

مرا دل ہے کہ یا وحدت سراہی
جو ہر اک چیز کو کہتا انا ہے

نہین بندہ خدا ہوتا ہے ہرگز
یقیناً عبد ہے پر حق نما ہے

خدا ہے ہست لیکن نیستی کو ۔ ہمیشہ خلق مین دکھلا رہا ہے
ہے بندہ نیست اور نابود بیشک ۔ مگر ہستی یقین دکھلا رہا ہے
جو ہے بندے کو ہستی کبریا کی ۔ نہین بندے کو کچھہ ہستی مین جا ہے
سمجھہ ظاہر مین ہین بندے خدا کے ۔ مگر باطن مین ہر اک شئ خدا ہے
نہین باطن کو ہے ظاہر مین کہنا ۔ کہا کوئی تو سمجھہ کافر ہوا ہے
دہ ظاہر لقا باطن سے بیشک ۔ کہیگا جو کہ عرفان جانتا ہے
ہے ہین شرک کے اقسام ہین تین ۔ جلی اخفا خفی کو جانتا ہے
جلی کہنا خدا کو غیر اپنا ۔ حقیقت مین تو بندہ ضد ہوا ہے
خفی کہتے ہین اسکو ای عزیزو ۔ سمجھنا حق ہمارے سے جدا ہے
ہے جا بھولنا اپنے کو حق سے ۔ کہ یعنے حق ہو حق کو بھولنا ہے
وجود حق سے ہی موجود بندہ ۔ ہمیشہ عبد کو سمجھو فنا ہے
نہین اپنے سے کچھہ موجود ہین ہم ۔ مگر موجود وہ اللہ کبیا ہے
ہمارے مین جو کچھہ ہے سو خدا کا ۔ کہو پھر غور سے بس ہمکو کیا ہے

نہ ڈر کس سے کہو تو بول سالک
خدا ہے سب خدا ہی سب خدا ہے

تو جو مین کہتا ہے ہر دم سو انیت کسکی ۔ ہے مجاز اپنے تو از روی حقیقت کسکی
اسمہ مین لاک ہر اور لاک مین ہو اک خفی ۔ اسطرح ہونے بجز حق کے ہے طاقت کسکی

دیکھہ اللہ سے تو عین ہے یا ہی کہ جدا
ڈھونڈتا یار کو تو رہکے ہی وصلت کسکی

یار کو چھوڑکے اغیار کا کیون ہی خواہان
ہوتا اللہ کے تعین کو ہے الفت کسکی

کیا قیامت ہی تعین یہ تعین ہی خدا
یہہ نہین جانتی ہے انہین ہی صورت کسکی

وصفت کا ہی ظہور ایک جمال ایک جلال
بولو ہے کسکی محبت تو عداوت کسکی

ایکا آپ محب ایکا ہے آپ عدو
غور سے دیکھو ان دونو کو نسبت کسکی

نام پر مرتے ہو کیون ایک مسمی ہی اوہی
کسکی تم سمجھے ہین وحدت ہی کثرت کسکی

ڈھونڈتے کاہیکو تم شہر و بیابان مین خدا
اپنی صورتمین سمجھ لو کہ ہی سیرت کسکی

کاہیکو دیکھہ کے فرحت کو خوشی کرتے ہو
دیکھہ لو غور سے ہی فرحت و محنت کسکی

قرض خدمت جو ہوی پیر کی سب یارو
اصل مین دیکھے تو وہ ہوتی ہو خدمت کسکی

منتظر کاہیکو عقبی کے ہین دیدار کو تم
روز ہوتی ہے جو اسجائے یہ رویت کسکی

جو نہین دیکھا ہی اسجا وہان دیکھیگا کیون
کبھی آتی ہے نظر انہہ سے کو صورت کسکی

کیا بیان تم سے کرون کون ہے وہ اور مین کون
گر کہون اپنی تو مین بولو حقیقت کسکی

کاہیکو کرتے مجھے لعنت و رحمت یارو
غور سے سمجھے تو ہے لعنت و رحمت کسکی

بھید اللہ کا سالک ہے چھپانا لازم
ظاہر و مخفی کی گر سمجھی تو عادت کسکی

اپنے مین دیکھہ رب کو قربت اسیکو کہتے
گم ہو تو اسمین ہر دم وصلت اسیکو کہتے

اپنی کو پایا جب تو پایا خدا کو بیشک
لذت اسیکو کہتے فرحت اسیکو کہتے

خلقت مین دیکھہ حقکو اللہ مین دیکھہ خلقت
تو جانگر انیت اسکے ظہور کو پایا
خطرون کو اپنی پاکر لا کہو نکو اک سمجھی
فانی خدا مین ہونا باقی اسی سمجھنا

وصلت اسیکو کہتے ہین فرقت اسیکو کہتے
زینت اسیکو کہتے نسبت اسیکو کہتے
کثرت اسیکو کہتے وحدت اسیکو کہتے
آفت اسیکو کہتے راحت اسیکو کہتے

ذات خدا کا ہردم رکہنا خیال سالک
خدمت اسیکو کہتے طاعت اسیکو کہتے

اپنے مین رکہو پانا طاعت بھی ہی تو یہہ ہے
ذات خدا کو منفک اپنی سے سمجہنا
ظاہر کو کہنا ممکن باطن کو کہنا واجب
موجود حق سمجہنا نابود مین کہنا
باطن کو جان اول آخر کو جان ظاہر
غیر خدا کو یارو موجود سے سمجہنا
پاکر حقیقت دل اسکو یقین سمجہہ لے
اپنے کو پہلے پانا تھا کون کون ہی اب
اسکی خودی کو لینا اپنی خودی کو کہو کر
اک نفس پر قدم رکہہ دیگر مکانہین آگے
اپنی خودی سے سالک پانا خدا کو جاکر

واجب بھی ہی تو یہہ ہے سنت بھی ہی تو یہہ ہے
مکروہ بھی ہے تو یہہ ہے حرمت بھی ہی تو یہہ ہے
عرفان بھی ہی تو یہہ ہے قربت بھی ہی تو یہہ ہے
حق حق بھی ہے تو یہہ ہی قربت بھی ہی تو یہہ ہے
گرسہر بھی ہے تو یہہ ہے نعمت بھی ہی تو یہہ ہے
عصیان بھی ہی تو یہہ ہے بدعت بھی ہی تو یہہ ہے
کعبہ بھی ہے تو یہہ ہے جنت بھی ہی تو یہہ ہے
آسان بھی ہے تو یہہ ہی محنت بھی ہی تو یہہ ہے
شاہی بھی ہی تو یہہ ہے دولت بھی ہی تو یہہ ہے
تیزی بھی ہی تو یہہ ہے حکمت بھی ہی تو یہہ ہے
محنت بھی ہی تو یہہ ہو آفت بھی ہی تو یہہ ہے

مخمّس

قال حضرت نبیّنا عربی
غرق بحر گنہ اگر ہستی
سبق نزع چونکہ توبہ کنی
بخشدت حق چنانکہ گفت ربّی

سبقت رحمتی علے غضبی

ہون گنہ کوہ سے فزون تیرے
رحمت حق سے کاہ ہوجاوے
عجز و اقرار جب تو اُس سے کرے
اپنی رحمت سے حق تجہے بخشے

سبقت رحمتی علے غضبی

فاعل فعل ہے وہی مختار
پروہ ہوتا ہے تیرے سے اظہار
نسبت بدندے اُسی زنہار
تب کرے تجہہ پہ رحمت وہ غفار

سبقت رحمتی علے غضبی

انذرہ عین با خدا ہے کریم
ہست یک ظاہرا بو د تو عدیم
تو ہے جاہل خدا ترا ہے علیم
تو ہے مجرم خدا غفور رحیم

سبقت رحمتی علے غضبی

اِنّہٗ قاھر اللّہ رحمان
انہ مومن انہ سبحان
رب ہے غفار بندہ پر عصیان
رحمت حق مین شامل یہہ ہر آن

سبقت رحمتی علے غضبی

ہست ذات الٰہ مستغنی
وحدتش مجمع کمال ربی

شدہ آن رتبہ رحمت غیبی — گفت بہر محمد عربی

سبقت رحمتی علی غضبی

ذات حق کے یقین دو ہین کمال — ایک تو ہے جلال ایک جمال
غضب و قہر ہست دان بجلال — اُس پہ غالب جمال حق ہر حال

سبقت رحمتی علی غضبی

ہو جلال خدا سے سب فانی — اور جمال خدا سے ہون باقی
دو جہان کا ظہور اس سے بہی — اس لئے حق کہا ہے دیکہہ یہی

سبقت رحمتی علی غضبی

غضب و قہر ذات کو لایق — اس سبب سے ہے سبب وہ فایق
رحمت و لطف اس کے ہر فایق — رحم غالب ہے ہر زہ لاحق

سبقت رحمتی علی غضبی

معدن لطف و منبع اخلاق — سید الرسل مظہر آفاق
اُن سے جاری رحمت خلاق — انپہ کیونکر ہو قہر کا اطلاق

سبقت رحمتی علی غضبی

ہو الاول کہا ہو الاخر — وہی باطن ہوا وہی ظاہر
کہے باطن جلال سب ماہر — ہست ظاہر جمال آن قادر

سبقت رحمتی علی غضبی

پیش خلقت جلال کا غلبہ ہے صفت بے زوال کا غلبہ	یعنے خلقت کمال کا غلبہ یعنے ظاہر جمال کا غلبہ

سبقت رحمتی علےٰ غضبی

نہین فانی ظہور ہوا اوسکا عالم آخرت تو باقی رہا	نیست عالم ہوا تو کیا ہوگا اُسکی رحمت کو سمجھو غلبہ ہوا

سبقت رحمتی علےٰ غضبی

جسم و روح و مثال ہو فانی تب بھی اعیان حق رہے باقی	مِٹے نام و نشان اسکا بھی پھر تو رحمت کہان سے جاویگی

سبقت رحمتی علےٰ غضبی

رحمتش یعنے علم ذات خدا گر یہہ مِٹ جای حق کو عیب لگا	نہ پزیرد فنا گہی حاشا غلبہ رحمت کو اس سبب سی ہوا

سبقت رحمتی علےٰ غضبی

بر جلال خدا جمال سبنے تہ نماید کمال در مخفے	ہست غالب کہ این ظہور ربی زین سبب رحم غالب است و جلی

سبقت رحمتی علےٰ غضبی

نہین اسکے کمال کو حد ہے نہین اس قیل و قال کو حد ہے	نہین اوسکے جمال کو حد ہے نہین رحمت کے وال کو حد ہے

سبقت رحمتی علے غضبی

رحمت و قہر متحد نشود	بلکہ این ہر دو متحد نشود
کافرست آنکہ معتقد نشود	جمع یکجا یقین دو ضد نشود

سبقت رحمتی علے غضبی

قہر آوے تو رحم اڑ جاوے	قہر کی جاے رحم کب یاوے
رحم کی جاے قہر کب یاوے	غلبہ رحمت کا قہر پر آوے

سبقت رحمتی علے غضبی

ہم تو رحمت مین اسکے ہین بیباک	قہر کب ہمیہ ہووے گا ہالک
حال اسرار کے ہین ہم تا چک	رحمت حق کے کیون نہون مالک

سبقت رحمتی علے غضبی

درشرح مراتب ثلاثہ یعنی رباعیات احدیت وحدت واحدیت

تھا غیب کنگھا گنج خفی نام اسکا	وحدت وہ ہوا جبکہ کہا آپ انا
سمجھا تو کمال اپنے وہ تفصیل ہوا	اس ایک ہی رستے مین یہہ تینو دیکھا

درشرح مراتب ثلاثہ خارجی رباعی یعنے ارواح امثال اجسام

ظاہر جو کیا روح کو باہر نکلا	یعنے کہ ہوا مثل وشہادت اسجا
ان رتنون کو کہتے ہین خارج سمجھو	یعنے وہی باطن جو ظہورات لیا

درشرح رباعی عینیت

سن بات خداوند نہین ہمسے جدا
کہتے ہین جدا جو کہ نہ سمجھے اسکو
در ذات خداوند نہین ہمسے جدا
ہیہات خداوند نہین ہمسے جدا

در مسئلہ رباعی جبر و قدر

جو فعل ہے فاعل کے سبب سے ہوتا
ظاہر ہین خفی کا نہین لازم ہے خیال
فاعل ہے خفی فعل ہے ظاہر سبکا
گو ہو وے خفی پر نہین ظاہر کہنا

در شرح کشود رباعی مقام ہو

جسوقت کہ تو رنگ سیاہی دیکہا
تو صبح کی اندہیاری سا جسدم پایا
مانند سیاہی کے ہے ہو رنگ اسکا
وہ ہو کی تجلی ہے نہین سکے سو

در شرح رباعی خواطر

کہتا ہے ہر اک خطرہ یہ خطرہ ہی کیا
وہ خیر ہو یا شر ہو مگر کیا اسکو
معنی سے یہہ پیغام خدا کو لاتا
پہنچاتا ہے وہ کرنا عمل تو اسکا

در شرح رباعی وقت

کہتے ہین سبہی وقت مگر وقت ہے کیا
پر حال مین اک آن ہے جو پایا اُسے
ماضی و مضارع مین نہین پاویگا
کہتے ہین سبہی اسکو ابو الوقت ہوا

در شرح رباعی عینیت

ہر تخم سے شاخ و پہول ہوتے پیدا
یون ذات بحت لیکے تعین کی ابا
پہر تخم جو ہے اصل سو ظاہر ہوتا
دکہلاتی ہے پہر اصل وہی ذات خدا

در مسئلہ رباعی وحدۃ الوجود

عارف نہین لفظون پہ نظر ہے رکہتا
وہ لفظون کو معنی ہی بتاتا ہر جا
یعینکہ وہ باطن کو سمجہتا ظاہر
پس خلق ہے معقول تو محسوس خدا

در شرح رباعی عبد

بے سمجہے اگر عبد کہا شرک ہوا
کافر وہ ہوا اسکو اگر بولا خدا
بندہ نہوا اللہ نہ اللہ بندہ
عارف نہ سمجہ دو تو کو اک بولیگا

در ثبوت رباعی ذات مطلق

مطلق سبہی کہتے ہین یہ مطلق ہی کیا
جسمین نہ رہے بوے تعین اصلا
جب ہووے تعین تو مقید سمجہو
یہہ قید ہے مطلق کا نہین ایسا ہوا

در شرح رباعی اسمار تنزل

ہے ایک تجلی بہی تعین ہر جا
اور وہم و تقید و تخیل بہی ہوا
بندہ بہی صفات اور بہی نسبت اک ہے
الفاظ بہت ایک ہے معنی اسکا

رباعی

منصور کا اس دار پہ جز ہنسا کیا تھا
اللہ کا الف دار کو بیشک سمجہا
منصور کا اللہ سے تن جبکہ ملا
کیا عجب کیا جو کہ تہا حق حق بولا

در کسب رباعی شغل توحید

مت دیکہہ کہ جای یہ تو تجہکے سوا
گر خوب نظر آوے دیا آوے برا

جب اسکا ہی ان سب پہ تصور باندھا — چند روز و ن مین تو حال ہمیشہ کا لیا

در صفت رباعی نظر باطن

کہتا ہے ہر اک قلب ہر سب مین اعلا — کس واسطے سب کشف اسی سے ہوتا
یعنیکہ خدا تک ہے رسائی اسکو — پر مین یہہ کہون سب سے نظر ہر اولا

رباعی

آدم کو خدا اشرف مخلوق کہا — اور بولا کہ ہے یہہ تو خلیفہ میرا
تھے جن و ملک انکو نہ یہہ رتبہ ملا — یہہ بار امانت کا لیا سر پہ اٹھا

رباعی

کہے منصور انا اور بھی فرعون کہا — فرق کیا دونون یا ایک ہی انکا کہنا
وہ نہین ایک مگر فرق انہونین یہہ تھا — وہ انا روح کا یہہ سمجھا تھا وحدت کا انا

در مسئلہ رباعی عینیت

باطن کو کہے ذات تو ظاہر کو صفات — خارج مین صفت اور داخل مین ہی ذات
یعنیکہ نہین ذات سے منفک ہی صفت — یہہ اسمین ہی وہ اسمین سمجھ لیجے نکات

رباعی

مرشد کہ ترا ز سینہ خود بخشد — آنرا ہمہ صوفی علم سینہ گوید
او عن بعن از نبی رسیدہ باشد — آن قال صحیح حال صحیح بکشاید

رباعی

جو کچھ کہ ہے اول سو وہی ہے آخر	جو کچھ کہ ہے باطن سو وہی ہے ظاہر
یعنے وہی باطن کو کہے ہین اول	ظاہر کہے آخر کو جو ہین سو ماہر

رباعی

چشتیہ کہ اشغال بگویند افضل	ہم قادریہ اذکار بخوانند اکمل
اذکار سہروردیہ دعوت شطار	من جامع جملہ را بگویم اسہل

رباعی

کہتے ہین جو اشغال سو بیشک ہے خیال	اذکار کو تو جان کہ ہے اسم کا قال
اذکار سمجھ سوچ کو ہر دم ہر حال	دعوت جسے کہتے ہین طلب اور سوال

رباعی

کہتے ہین جسے سر سو وہ عاشق کا مقام	اور عشق کا ہے آنکھ محل سمجھو مدام
یعنیکہ اس عاشق کا سمجھ باب ہے عشق	معشوق کی ہے دلمین یقین جاے خرام

رباعی

کہتے ہین تعین سو جسے ذات نہین	اور ذات تجلی بھی یقین ہو نہ کہین
یعنیکہ ہے ان دونوین نسبت اصلی	پردہ ہے سو وہ یہہ ہے سو یہہ سمجھو یقین

رباعی

واجب کو خدا عبد کو کہتے ممکن	ممکن کو نہین وجود سمجھو اس بن
واجب مین بھی ممکن مین یہی ہے نسبت	ظاہر مین ہے ممکن تو ہے واجب باطن

رباعی

آسمان کوہ و شجر اور زمین و حیوان　　نہین لایق یہہ امانت کے تھی اللہ کی جان
اس لیئے حق نہ دیا انکو یہہ نعمت عظمیٰ　　بوجھہ اٹھوایا ہے وہ حضرت انسان پر آن

رباعی

ثانی ہوا جو شخص کہ پایا واللہ　　یعنیکہ جو ہے قال صحیح کا نکتہ
گر پیر سے اس نکتے کا ارشاد لیا　　وہ اٹھکے خودی سے کہے اللہ اللہ

رباعی

ہر رنگ مین یک رنگ دکھاوے خطرہ　　ہوتا ہے کہین رب تو کہین ہی بندہ
کافر کہین مومن کہین ہوتا بیشک　　سب رنگ مین ہی ایک وہ رہبر واللہ

رباعی

کہتے ہین سبھی خطرونکو کرنا فانی　　پر مین یہی کہتا ہون کہ کرنا باقی
یعنیکہ جو ہین خطرے وہ بیشک ہین رسول　　ہین رہبر حق انکو تو کرلے ساقی

رباعی

اپنے کو سمجھہ فانی خدا کو باقی　　یعنیکہ مین ہون غیب تو ظاہر ہے ربی
ارباب تحقق وہ موحد بیشک　　کہتے ہین اسی شغل کو ذکر قلبی

رباعی

نقطے کو تعین کے اٹھا دے لیکے　　کثرت کا جو ہے لام سو فانی کر دے

اسرار موحد کے یہی ہے دیکھے | حق خلق مین اور حق مین جو ہے خلق کہے

رباعی

خطرے کو سمجھہ نکتہ ہمیشہ صوفی | وارد کو سمجھہ آن جو گذرا ماضی

اور آینہ ہے حال نہ وہ مستقبل | اس آینہ اور حال مین ہر وقت خفی

رباعی

خطرون کی تجلی مین ہر صورت پہلی | من بعد صورہای دو عالم ہی وہی

پس انکے نظر آتے ہین ہو قطب ولی | بعد اسکے نبی وہان ہے ہر گنج خفی

رباعی

ارباب تکلم مین حضور قلبی | اصحاب تحقق مین نہو اپنی خودی

کہتے ہین موحد کہ سمجھہ سبکو وہی | ہم کہتے ہین لذت ہر خودی مین ہی سبھی

رباعی

کہتے ہین فنا جسکو سو ہی بیخبری | یعنیکہ رمق اپنی نہو اسمین خودی

کہتے ہین بقا اسکو ای سالک سمجھ | رہجاے خودی اسکی نہو اپنی دری

رباعی در شرح آیۂ انا نحن نحی الموت

گر اپنے سے جلتا ہو تو مردہ کہئے | پابند خواہش کو درندہ کہئے

ہو اوامر کو گزندہ کہئے | جو حق سے چلے اسکو تو زندہ کہئے

رباعی

معبود ہو کیون جبکہ ہووے عابد — جب تک کہ نہو دو تو اوام فاسد

عابد کا ہے معبود یقیناً موجد — ہین دونون سے ہم آگے مگر ہین واحد

رباعی

اللہ کے ہو نام کو لازم بندہ — اور بندے کے نام کو لازم اللہ

ہے ذات مری دونون سے آگے واللہ — یہہ دونون ہین ظاہر تو مگر ہین خفیہ

رباعی

اللہ کی سچ ذات ہی باطن ظاہر — کہتے ہین اسی ذات کو اول آخر

یہہ نام نہین ہمکو مگر ہم ہین عدم — موجود ہین پر چار و نہین اور ہین قادر

رباعی

اللہ کو کیون ڈہونڈتے ہو بولو محمد — اللہ نظر آتا ہے دنیا مین کسے

یہہ بولو جسے دیکھتے ہو کون ہے وہ — ہوتا ہے عدم ہست کسی جا کہیئے

رباعی در شرح عدم

موجود نہونے کو عدم کہتے ہین — موجود کو سب ذات قدم کہتے ہین

گر ہست عدم ہو تو حقیقت بدلی — یہہ کفر ہے سب ہست ہی ہم کہتے ہین

رباعی در شرح عدم و وجود

بیشک ہی عدم ضد وجود مطلق — ذات اسکی یقین ضد سے بری ہی الحق

ہا ند و لا ضد خدا کی ہے شان — کہتے ہین عادم جو نہین کو ناحق

رباعی در مسئلہ تجدد امثال

ہو ذات کو لازم ہے تحرک ہر حال — تعطیل مین ہے اسکے تو نقصان و زوال
ہے ظاہر و مخفی مین تجدد اسکو — ہان کہتے ہین اسکو ہی تجدد امثال

رباعی در مسئلہ سر تہی مظہر اتم

ہر اسم کا اللہ کے ہوتا ہے ظہور — ہے اسکی صفت اسمین ہمیشہ مستور
از روی ظہور ایک کا مربوب ہے اک — از روی بطون کل صفت ہے معمور

رباعی در مسئلہ معیت

لازم ہے کہ شکر مین ہمیشہ ہو مٹھاس — گلزار مین گل ہووے تو ہو بو مین باس
اور ذات کو لازم ہے صفت اسکو بھی وہ — سالک یہہ معیت ہے سمجھہ بے وسواس

رباعی در مسئلہ اندراج الشی فی الشی

ہوتی ہے ہر اک اسم سے اک شی ظاہر — وہ شی ہے اسی اسم پہ اپنی قادر
بالقوہ ہے سب پر تو ہے بالفعل مین اک — اسبات کو وہ سمجھین جو ہوویں ماہر

رباعی در مسئلہ وحدت در کثرت و کثرت در وحدت

صورت کے نظر آنے کو لازم مرآت — مرآت مین مرئی کی ہے صورت ذرات
اس ایک مین جا ہو تو ہزارون دیکھو — مرآت کے ٹکڑونمین ہین لاکھون صورت

رباعی در مسئلہ عینیت و غیریت

عالم ہے خدا عکس کو کہتے معلوم — اور علم ہے مرآت برائی مفہوم
ظاہر ہے جدا پر ہے حقیقت اک ہے — اک حاکم و دیگر ہے ہمیشہ محکوم

رباعی در توحید حق تعالےٰ

توحید کا سن لیجیے درجہ پہلا — یک کہنا دوئی جسمین نہین آوے ذرا
ہے درجہ دوم مین تصور کہنا — بنجانا ہے سیم مین منزہ کہنا

رباعی در رسالت رسول صلعم و ایمان

ثابت جو رسالت کو کرے ایمان ہے — یعنیکہ رسول اسکا سمجھنا یہان ہے
وہ کون ہے ہر علم و تعین اسکا — صورت مین رسالت کے وہی پنہان ہے

رباعی در بیان اسلام

ہون ذاکر و شاغل تو ملیگا اسلام — کرنا ہے ریاضت کا سمجھہ لو احکام
ایمان کا الف ایک بنا بتلایا — دکہلایا جمال اسکا اس اسلام کا نام

رباعی در نبوت مرتبہ مرشد

یہہ درجہ اول مین ہے نائب سمجھو — اور درجہ ثانی مین منیب اسکو کہو
یعنیکہ یہہ ہے مرسل حضرت احمد — احمد مین اسی انکو خدا مین دیکھو

رباعی

از یار گشتہ دور بصحرا گشتم — او در من و من زہجر بیجا گشتم
گفتم تو کہ من کہ گفتہ مالک — ظاہر منت ست و من باخفا گشتم

رباعی

صوفی نشود تا که تو رسوا نشوی	در خلق خدا کافر ترسا نشوی
هر کس که ترا دلا نگوید ملحد	لا شک و شبهه مومن یکتا نشوی

رباعی

زنهار مگو صوفیا گاهے دو ذات	افتد در شرک اگر بگوئی هیهات
گر خوانده لا تشرکوا قول رحمان	پرهیز به پرهیز که تو یابی نجات

رباعی

از نده شرک بگماهند شهود	دو فرقه آن به بین که هستند بوجود
در مذهب صوفی ایک بیایند دلا	مانند عوام ایک در سجده سجود

رباعی

آنانکه به ایک ذات حق اند آگاه	بے شرک براه راست پویند والله
ز مذهب کج بری شده میگویند	لا حول ولا قوة الا بالله

رباعی

اعیان که بعلم خود بیاورد حکیم	محکوم شدند حاکم آن علم علیم
هرگز نشوند ایشان حاشا فانی	مانند صفات و ذات باشند قدیم

رباعی

از خود بنمود وجود اعیان را	از ذات بود وجود اعیان را

موجود از وجود رحمان گشتند — از خود گویند شهود اعیان را

رباعی

در رتبهٔ ذات سلب اعیان باشد — مانند صفات تعینیکه پنهان باشد
در وحدت حق شیون اعیان ثابت — ایدل به عبارت نمود او شان باشد

رباعی

از ذات خدا عبد همیشه واصل — داند این نکته هر که باشد کامل
این راز خدا گفتمی لیکن ای دل — گویم مشکل و گرنه گویم مشکل

رباعی

صوفی او که ذات را منزه داند — بی چونی و نیز بی چگونه داند
هر شکل که هست شکل اوست همه — تعینیکه صفات را مشبه داند

رباعی

احدیت ذاتیه مقام تنزیه — این رتبهٔ ذات هست لاریب فیه
این مرتبه را تا بوحدت داند — ثانی که عبارت است آن مقام تشبیه

وله

ایدل تو اگر راه خدا میطلبی با صدق و یقین — یک بین و یکی بهم خدا را نخفی غیرش تو مبین
هر لحظه خدا در نظرت ثابت شد از دیده و دل — از رسته خودی بذات اصل گشتی لیکن راه مبین

قطعۂ تاریخ اتمام امیان

جبکہ یہہ گلدستہ کامل ہو چکا | تب ارادہ سال کا سالک نے کیا
روے جمعیت سوا اس نسخے کا سُن | مخزن اسرار حق ہے دل کہا

١٢٨٦ھ

ولہ

اسمیں سارا ہے ظہور ذات اللہ کا بیان | کیون نہین دیوان یہہ ہووے عارفونکی جان
سال تاریخ اسکی جب سالک نے ڈھونڈا دل کہا | نام اسکا مظہر شان رکہہ سمجھ ہو عیان

١٢٨٦ھ